رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

Regd No P. 67

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

الیس اللہ بکاف عبدہ

محمد رسول اللہ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳ - ۵۰ روپے
ممالک غیر ۷ - ۵۰ ”
فی پرچہ
۱۲ نئے پیسے

جلد ۸ | ۲ وفا ۱۳۳۸ ھش | ۲۴ ذوالحجہ ۱۳۷۸ھ | ۲ جولائی ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے

درویشان قادیان کے عید مبارکباد کے تار کا مشفقانہ جواب

اور

حضور کی صحت کے متعلق ایک خوش کن اطلاع

قادیان ۲۷ جون۔ محترم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عیدالاضحیہ کی مبارک تقریب پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت عالیہ میں اپنی اور جملہ درویشان قادیان کی طرف سے مبارکباد کے دو تار ارسال کئے تھے۔ اس پر جناب پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محترم امیر صاحب کے نام حضور کا حسب ذیل مشفقانہ جواب موصول ہوا ہے جس سے حضور کی صحت کے متعلق ایک خوشکن خبر کا بھی علم ہوتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۶۲۴
۲۴ - ۶ - ۵۹

”بخدمت مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کی طرف سے دو تاریں جو کہ ایک آپ کی طرف سے دوسری درویشوں کی طرف سے بغرض عید مبارک سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے (حضور) پہنچیں۔ حضور نے شکریہ کے ساتھ عید مبارک کو قبول فرماتے ہوئے جزاکم اللہ احسن الجزاء فرمایا۔ اور آپ کے لئے اور درویشوں کے لئے دعا بھی فرمائی۔

حضور کی طبیعت اب بفضل خدا بہت اچھی ہے۔

والسلام

محمد شریف پرائیویٹ سیکرٹری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی“

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۹ جون۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

”حضرت اقدس کی طبیعت کل کچھ خراب ہو گئی۔ لیکن نئی صبح کی رپورٹ مظہر ہے کہ پھر طبیعت بہتر ہو گئی ہے (الحمد للہ)

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل شفایابی اور درازی عمر کے لئے الحاح اور درد کے ساتھ دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۴ جون حسب اعلان آج صبح کی گاڑی جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی اے ناظر بیت المال اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کشمیر کے تبلیغی دورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ بخیریت سے واپس لائے۔ آمین۔

قادیان ۳۰ جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ موصوف مورخہ ۲۴ جون کو صبح کی گاڑی شملہ سے بخیریت واپس تشریف لے آئے تھے۔

”آخر یہ سوچنے کی بات ہے یا نہیں کہ

جب کبھی کوئی موقع تبلیغی خدمت کا پیش آتا ہے یہی خارج از اسلام جماعت شاہ نکل جاتی ہے“ (صدق)

جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمت پر اخبار صدق جدید کا تازہ تبصرہ

ماہ اپریل مئی میں بھومی تحریک کے بانی اچاریہ ونوبا بھاوے پنجاب کے پیدل دورہ پر آئے جب آپ یہ دورہ ختم کر کے کشمیر داخل ہونے والے تھے تو ایک روز قبل جماعت احمدیہ قادیان کے وفد نے پٹھانکوٹ میں آپ کی خدمت میں قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی اور سیرت نبوی پر انگریزی کتابیں پیش کیں۔ اس کی مختصر رپورٹ جہاں اخبار بدر میں شائع ہوئی وہاں ملک کے دوسرے اخبارات مثلاً پرتاپ دہلی و جالندھر، آزاد ہند کلکتہ وغیرہ میں نمایاں طور پر اس خبر کا خلاصہ شائع ہوا۔ حتیٰ کہ جماعت اسلامی کے آرگن سہ روزہ ”دعوت دہلی“ نے بھی خبر کے خلاصہ کے ساتھ اس پر مختصر تبصرہ شائع کیا۔ اخبار دعوت کے تبصرہ کو مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے اپنے ہفتہ وار اخبار صدق جدید لکھنؤ مجریہ ۱۲ جون ۱۹۵۹ء میں بجنسہ نقل کیا گیا۔ علاوہ ازیں اخبار صدق جدید کے تازہ پرچہ میں خود مولانا نے ”ایک تبلیغی خبر“ کے عنوان سے مختصر مگر جامع الفاظ میں تبصرہ کیا ہے۔ جسے قارئین بدر کی دلچسپی کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:-

”مشرقی پنجاب کی خبر ہے کہ اچاریہ ونوبا بھاوے جب پیدل دورہ کرتے ہوئے وہاں پہنچے تو انہیں ایک وفد نے قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی اور سیرت نبوی پر انگریزی کتابیں پیش کیں —— یہ وفد قادیان کی جماعت ”احمدیہ“ کا تھا۔

خبر پڑھ کر ان سطور کے راقم پر تو جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا۔ اچاریہ جی نے دورہ اودھ کا بھی کیا بلکہ خاص قصبہ دریاباد میں قیام کرتے ہوئے گئے۔ لیکن اپنے کو اس قسم کا کوئی تبلیغی تحفہ پیش کرنے کی توفیق نہ ہوئی نہ اپنے کو نہ اپنے کسی ہم مسلک کو، ندوی، دیوبندی، تبلیغی، اسلامی جماعت والوں سے!

آخر یہ سوچنے کی بات ہے یا نہیں کہ جب بھی کوئی موقع اس قسم کی تبلیغی خدمت کا پیش آتا ہے یہی ”خارج از اسلام“ جماعت سبقت لے نکل جاتی ہے اور ہم سب دیندار منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں!!“

(صدق جدید ۱۹ جون ۱۹۵۹ء)

درخواست دعا

۱- میرے ایک دیرینہ دوست عالی جناب سید عبدالوہاب صاحب تاجر ویلور کی اہلیہ صاحبہ عرصہ دو سال سے بعارضہ فالج سخت علیل ہیں۔ اور ان کے ہاتھ بے کار ہو گئے ہیں۔ صاحب موصوف احمدیت کا گہرا مطالعہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے تمام احمدی بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست کی ہے۔ اس لئے احباب جماعت مریضہ کی جلد شفایابی کے لئے سوز دل سے دعا فرمائیں۔

۲- میری اہلیہ بھی عرصہ سے بلڈ پریشر کی وجہ سے علیل ہے اس کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے بھی احباب سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار مرزا عبدالعزیز بیگ، مدراس۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲ر جولائی ۱۹۵۹ء

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

لفظِ "جہاد" جس کے معنے ہمت اور کوشش کرنے کے ہیں اور اسلامی اصطلاح میں اصلاحِ نفس، تبلیغِ حق اور طاقت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے مسلمانوں نے اپنی غلط فہمی بلکہ قصورِ علم کے باعث جہاد کے معنوں کو صرف "سیفی جہاد" تک محدود کر دیا۔ اس خطرناک غلطی پھر اس پر اصرار نے اسلام اور مسلمانوں کو ایسا ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا کہ ایک طرف سراسر امن و سلامتی کے مذہب کو غیر مسلم دنیا میں جبر و تشدد کا حامی اور اسلام کے پارسا علمبرداروں کو لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کے رنگ میں مشہور کر دیا!! اور دوسری طرف اپنی طاقت سراسر بے محل صرف کرتے رہنے اور اصل کام سے بے پرواہی برتنے کے نتیجہ میں خود مسلمانوں کو ایسا کمزور کر دیا کہ ایک زمانہ میں "دینِ اسلام" اپنی کامل و مکمل اور پُرتاثیر تعلیمات کے باوجود ہر قسم کے اعتراضات کا نشانہ بن گیا!! اور ہر طرف سے چھوٹنے والا تیر اس کے سینہ میں پیوست ہونے لگا۔ چنانچہ تیرہویں صدی ہجری کا اختتام اور چودھویں کا آغاز اس لحاظ سے اسلام کے لئے ایک نہایت تاریک زمانہ تھا!! ٹھیک اسی وقت حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر مسلمانوں کو اس خطرناک غلطی پر متنبہ کیا اور جہاد کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ

اس زمانہ کا بڑا جہاد

"اصلاحِ نفس کے ساتھ عمدہ پیرایہ میں تعلیماتِ قرآنیہ کی تبلیغ و اشاعت ہے۔ اور اسلام کی نسبت غیر مسلم دنیا کے شکوک و شبہات کو معقول دلائل کے ساتھ دور کرنا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں دینِ حق سے برگشتہ کرنے کے لئے مخالفینِ اسلام کی طرف سے اسی قسم کی کوششیں صرف کی جارہی ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ حامیانِ اسلام کی طرف سے بھی تائیدِ دین کے لئے اسی حربہ کو کام میں لایا جائے!! لیکن افسوس علماء زمانہ نے آپ کی اس آواز پر کان نہ رکھا بلکہ اس کے برعکس اسی وجہ سے آپ کے سخت مخالف ہو گئے۔ چنانچہ آپ کو جہاد سے منکر قرار دے کر کفر کے فتوے لگانے تک سے گریز نہ کیا۔ مگر حضرت اقدس نے ان کے فتاویٰ اور شدید مخالفت کی چنداں پرواہ نہ کرتے ہوئے بارشادِ الٰہی تائیدِ اسلام کے لئے معقول رنگ میں دلائل و براہین کے علمی جہاد کا سلسلہ بدستور جاری رکھا۔

اور مخالفینِ اسلام کو مقابلہ کے لئے للکارا۔ چنانچہ اس میدان میں جو شخص بھی آپ کے مقابل پر آیا آپ نے اسلام کی روشن کتاب کے محکم دلائل اور واضح براہین سے اس کے وہ دانت کھٹے کئے کہ اُسے میدانِ مقابلہ سے بھاگتے ہی بنی۔ آپ نے ہمیشہ قرآنی ارشاد

وجاھدھم بہ جہادًا کبیرًا

کا نعرہ بلند کیا اور تمام مسلمانوں کو اس محاذ پر اپنی تمام طاقت صرف کرنے کی تلقین کی۔ مگر افسوس کہ عامۃ المسلمین نے پہلے تو اس کو زیادہ اعتناء نہ جانا مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تحریک نے اندر ہی اندر لوگوں کے دلوں پر اثر کرنا شروع کر دیا۔ اور آج جو چاروں طرف سے "تبلیغ" "تبلیغ" کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں حقیقت میں یہ اسی برگزیدہ انسان کے مشن کی نمایاں کامیابی ہے۔ جس کی بات کو آج سے کم و بیش نصف صدی قبل اسلام کے لئے نقصان دہ گردانا جاتا تھا مگر اب اسی بات کی طرف خود بخود چلے آرہے ہیں۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے بتلائے ہوئے طریق پر جس منظم صورت میں جماعت احمدیہ اس وقت تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے کام کو عالمگیر پروگرام کے ماتحت سرانجام دے رہی ہے۔ اس کی مثال کسی دوسری اسلامی جماعت میں موجود نہیں۔ اسلام کے لئے جماعت کی یہ بینظیر خدمات... نہ صرف یہ کہ بیرونی ممالک میں جاری ہیں بلکہ اپنی طاقت اور محدود وسائل کے مطابق اپنے ملک بھارت میں بھی جاری ہیں جماعت کی طرف سے امن و سلامتی کی تعلیم کی اشاعت و تبلیغ کے لئے ہر ممکن موقع سے فائدہ اٹھانے کی سعی کی جاتی ہے

اسی پرچہ میں دوسری جگہ دہلی سے شائع ہونے والے ایک مسلم رسالہ "آستانہ" کا ایک طویل حوالہ نقل کیا گیا ہے جس میں آچاریہ ونوبا بھاوے کی قرآن کریم سے دلچسپی کا حال معلوم کر کے آپ کی خدمت میں قرآن کریم کا کوئی مستند انگریزی ترجمہ پیش کرنے کی ضرورت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور جمعیۃ العلماء ہند سے اس کام کی سرانجام دہی کی خواہش ظاہر کی گئی ہے

اس موقعہ پر "آستانہ" کے مدیر محترم اور خدمتِ اسلام کے لئے اسی قسم کے نیک جذبات رکھنے والے دیگر مسلمان بھائیوں سے نہایت ادب کے ساتھ ہماری گذارش ہے کہ آچاریہ جی کو کلام اللہ کا مستند انگریزی ترجمہ دیئے جانے کا کام ڈیڑھ ماہ ہوا جماعت احمدیہ قادیان کے ایک وفد کے ذریعہ نہایت تسلی بخش طور پر سرانجام دیا جا چکا ہے۔ احمدیہ وفد کی ملاقات اور آچاریہ جی کے قرآن کریم سے دلچسپی لینے کی مفصل رپورٹ اخبار بدر میں شائع ہونے کے علاوہ متعدد دیگر مشہور اخبارات نے اس خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا تھا کہ جماعت اسلامی کے آرگن نے اسی خبر کی مختصر رپورٹ کے ساتھ قابلِ غور تبصرہ بھی شائع کیا۔ اسی تبلیغی خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی نے اپنے موقر اخبار صدق جدید کی ایک حالیہ اشاعت میں جماعت احمدیہ کی شاندار اسلامی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ جو اس پرچہ کے چھٹے صفحہ پر درج ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ باوجود ایک غریب جماعت ہونے کے اسلام کے لئے جس جہادِ کبیر کے میدان میں اُتر چکی ہے اس کا مقابلہ کرنا کسی دوسرے اسلامی فرقہ کے بس میں نہیں۔ کیونکہ یہ برگزیدہ جماعت مامور وقت کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے دلوں میں ایک تازہ ایمان حاصل کر چکی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس تازہ اور زندہ ایمان کے ذریعہ ہر زمانہ میں روحانی انقلاب آیا جس کا ایک واضح کرشمہ اسلام کے عہدِ اول میں مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔ اور اس زمانہ میں بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلِ کامل کے ذریعہ اس انقلاب کی تخم ریزی ہو چکی ہے اور اب تو یہ تخم بڑھ کر تناور درخت ہو چلا ہے جس کے شیریں پھلوں کا نمونہ ہر صاحبِ بصیرت بچشمِ خود دیکھ سکتا ہے۔

پس خوش قسمت ہے وہ مسلمان جو اپنے نام کی لاج رکھتے ہوئے وقت کی نزاکت اور اپنی عمرِ عزیز کی قدر و قیمت پہچانتا ہے۔ اور اسلام کے لئے اس جہادِ کبیر میں شریک ہونے کے لئے وقت کی برگزیدہ جماعت کے ساتھ شامل ہوتا ہے۔ تا ایسا نہ ہو کہ موقعہ ہاتھ سے نکل جانے کے بعد بصد حسرت و یاس اُس کو بھی یہ کہنا پڑے ؎

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم

- - - - - - - - - - - -

گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی عید الاضحیہ آئی جن مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی۔ اُنہوں نے ابراہیمی سنت کو پورا کرنے کے لئے اسلامی طریق پر قربانی کے جانور ذبح کئے مگر ظاہر ہے کہ اسلام کے نزدیک محض جانور ذبیحہ کی مطلق کوئی قدر و قیمت نہیں جبتک کہ اس کے ساتھ قربانی کرنے والے کی اپنی روح آستانہ الوہیت پر قربانی کے لئے گر جانے کے لئے تیار نہ ہو۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومنوں کو صاف صاف کہہ دیا کہ

لن ینال اللہ لحومھا و
دماؤھا ولکن ینالہ
التقویٰ منکم

اس کے باوجود جو شخص عید الاضحیہ کے موقعہ پر قربانی کے جانور کو محض ایک رسم کے طور پر ذبح کرتا ہے۔ اور رسم سے زیادہ اس کے دل و دماغ میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں تو باوجود ایک خاص رقم خرچ کرنے کے اُس نے اپنا مال بے سود ضائع کیا!!

عید الاضحیہ کے موقعہ پر ذبح کئے جانے والی قربانی سے کون کون سے روحانی فوائد مقصود ہیں۔ اس جگہ ان کا بیان مقصود نہیں۔ اس وقت ہمارا مطلب مہاشہ کرشن آف پرتاب کے اُس اعتراض کے اصل باعث کی طرف اشارہ کرنے سے ہے جسے اس پرچہ میں دوسری جگہ بجنسہٖ نقل کر دیا گیا ہے۔ مہاشہ جی نے عید الاضحیہ کے موقعہ پر بے جان جانوروں کی قربانی کو جو قتلِ عام کا دن قرار دیا ہے تو اس کی وجہ یہی نہیں کہ موصوف نے قربانی کی حقیقت اور اس کی فلاسفی کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کر دیا ہے۔ بلکہ اس اعتراض کو ایک مسلم مکانی کے دینِ اسلام سے استہزاء کے طریق نے زیادہ تقویت دی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کی اکمل و اتم تعلیم اپنے ساتھ معقول رنگ کے محکم دلائل و براہین رکھتی ہے جن کے سامنے کوئی اعتراض بھی ٹھہر نہیں سکتا مگر اس کو کیا کیا جائے کہ اس وقت بیشتر مسلمانوں کی اپنی عملی اور اعتقادی حالت اسلام کو اغیار کے سامنے رُسوا کرنے کا باعث بن رہی ہے!! اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ معقول دلائل سے غیر مسلموں پر اسلامی اصول کی برتری ثابت کرنے کے ساتھ نام نہاد مسلمانوں کی عملی اور اعتقادی حالتوں کو درست کرنے کی کوشش کی جائے۔ سچ تو یہ ہے کہ جب تک نام کا مسلمان کام کا مسلمان نہیں بن جاتا اس وقت تک اُس کا ہر نا معقول قول و فعل اسلام کے لئے بدنامی کا موجب ہے!! فتدبروا یا اولی الالباب

اعلاناتِ نکاح

(۱) میاں گل محمد شاہ ولد محمد علی شاہ صاحب بھدرک کا نکاح ہمراہ سیدہ امۃ اللہ محمودہ بنت سید محی الدین صاحب سونگھڑہ اڑیسہ عوض مہر مبلغ بارہ صد روپیہ ۱۲۰۰/- و میاں شیخ صلاح الدین ولد شیخ شمس الدین صاحب بھدرک کا نکاح ہمراہ نذیراں بی بی بنت عبد القدوس صاحب مرحوم کیرنگ بعوض مہر مبلغ پانصد پانچ روپیہ ایک اشرفی بروز جمعہ مطابق ۲۰ر مئی ۱۹۵۹ء بر موقعہ سالانہ کانفرنس اڑیسہ بمقام سونگھڑہ مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے پڑھے۔ احباب ان ہر دو نکاحوں کے بابرکت ہونے اور مثمر ثمرات ہونے کیلئے دعا فرماویں۔ خاکسار

مصائب میں صبر کا کامل نمونہ

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

دنیا دار الابتلاء ہے جس میں انسان کے لئے کئی قسم کے ابتلاء اور امتحان اور مصائب اور حوادث پیش آتے رہتے ہیں۔ اور کوئی انسان بھی ان مصائب سے مستثنیٰ نہیں بلکہ حدیث میں آتا ہے کہ سب سے زیادہ مصائب کا نشانہ انبیاء کی مقدس جماعت بنتی ہے۔ کیونکہ خدا ان کے ذریعہ مومنوں میں اخلاق کی پختگی پیدا کرنا اور صبر و رضا کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔ اور پھر جو لوگ صبر کرتے ہیں وہی خدا کی طرف سے خاص رحمتوں اور برکتوں کے وارث بنتے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے:-

ولنبلونکم بشیءٍ
من الخوف والجوع
ونقصٍ من الاموالِ
والانفس والثمراتِ
وبشر الصابرین الذین
اذا اصابتھم مصیبة
قالوا انا للّٰہ وانا الیہ
راجعون اولٰئک
علیھم صلوٰت من ربھم
ورحمة واولٰئک
ھم المھتدون ط

یعنی ہم تمہیں اس دنیا کی زندگی میں بعض امتحانوں میں ڈالیں گے۔ تم پر کبھی کبھی خوف و ہراس کی حالت پیدا ہوگی اور کبھی تمہیں بھوک اور تنگی ستائے گی۔ اور کبھی تمہارے اموال کا نقصان ہوگا۔ اور کبھی جانیں منائع جائیں گی۔ اور کبھی تم اپنے محنتوں کے پھل سے محروم دیکھو گے۔ پھر جو لوگ ان حالات میں صبر اور رضا بالقضاء سے کام لیں گے۔ انہیں اے رسول تو ہماری طرف سے بشارت دے۔ ہاں وہی صبر کرنے والے کہ جب انہیں کوئی مصیبت پیش آتی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم سب خدا کے بندے ہیں۔ جو چیز وہ دیتا ہے اور جو چیز وہ لیتا ہے وہ سب خدا کی ہے اور اسی کی طرف ہم نے اخروی زندگی کے لئے لوٹ کر جانا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی برکتیں اور رحمتیں ہوں گی اور یہی لوگ زندگی کے صحیح معیار اور ہدایت پر قائم ہیں۔"

یہ لطیف اور جامع آیت صبر و رضا کے متعلق اسلامی تعلیم کا مرکزی نقطہ ہے اس میں تین اصولی باتوں کی تعلیم دی گئی ہے اول یہ کہ دنیا میں انسان کو مختلف قسم کے مصائب پیش آنے ضروری ہیں جو انسانی اخلاق کی تکمیل اور اخلاق کی پختگی کے لئے ضروری ہے۔ جیسا کہ لفظ لنبلونکم میں اشارہ کیا گیا ہے۔ پس ہر مومن کو اس قسم کے مصائب کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ دوسرے اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب کسی انسان کو کوئی مصیبت پیش آئے تو اسے جزع فزع یا خدا کی تقدیر پر اعتراض اور نکتہ چینی کرنے کی بجائے کامل صبر اور رضا کے مقام پر قائم رہنا چاہیئے اور اس کی زبان پر اور اس کے دل میں اس ابدی حقیقت کے سوا کوئی بات نہیں آنی چاہیئے کہ جو خدا نے لیا وہ اسی کا تھا اور جو مرا دیگا وہ بھی اسی کا ہوگا اور ہم سب نے بالآخر اسی کے پاس جمع ہونا ہے تیسرے اس آیت میں یہ عظیم الشان بشارت دی گئی ہے کہ مومنوں کا صبر ہرگز ضائع نہیں جائے گا۔ بلکہ وہ خدا کی طرف سے بے شمار رحمتیں اور بے شمار برکتیں پائیں گے۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو خدا کی رضا کے مطابق صحیح ہدایت اور صحیح مقام پر قائم ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ ان اللّٰہ مع الصابرین یعنی صبر کرنے والوں کا سب سے بڑا اجر یہ ہے کہ خدا جو زمین و آسمان کا مالک ہے ایسے لوگوں کے ساتھ ہوگا جو صبر کریں گے۔ اور خدا کی رفاقت اور اس کی حفاظت سے بڑھ کر کس کی رفاقت اور کس کی حفاظت ہو سکتی ہے؟ کیا صبر کے متعلق اس سے بڑھ کر تفصیلی اور جامع ہدایت کسی اور مذہب نے دی ہے یا دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

یہ اسی پاک تعلیم کا اثر تھا کہ ہمارے آقا سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اکلوتے بچے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات پر جو آپ کی عمر کے آخری حصہ میں واقع ہوئی تھی۔ جس کے بعد آپ کو کسی اور نرینہ اولاد کی امید نہیں تھی۔ وہ عظیم الشان الفاظ فرمائے۔ جو رہتی دنیا تک صبر اور رضاء بالقضاء کا بہترین نمونہ رہیں گے۔ آپ نے فرمایا:-

العین تدمع والقلب
یحزن ولا نقول الا
ما یرضیٰ ربنا وانا
بفراقک یا ابراھیم
لمحزونون۔

"یعنی ہماری آنکھ اپنے پیارے بچے کی وفات پر آنسو بہاتی ہے اور دل غم محسوس کرتا ہے مگر ہم اس کے سوا کچھ نہیں کہتے کہ جس بات میں خدا راضی ہے۔ اسی میں ہم راضی ہیں اور ہم خدا کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق ہر حال میں صابر و شاکر ہیں ہاں بچہ کی جدائی کا غم ہمیں ضرور ہے اور وہ انسان کی فطری محبت اور فطری شفقت کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔"

اب دیکھو اور غور کرو کہ ہمارے مقدس رسول (فداہ نفسی) نے ہمیں جو تعلیم خدا کے عرش سے علم پا کر قرآن کے ذریعہ دی تھی۔ اس کا آپ نے خود کیسا اعلیٰ اور کیسا مکمل نمونہ پیش کیا ہے!!! فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اپنے بچے ابراہیم کی وفات کا غم تو ہے اور بہت ہے جو ایک طبعی اور فطری امر ہے اس غم کو میرا دل محسوس کرتا ہے اور میری آنکھ آنسوؤں کے ذریعہ اس کی غمازی بھی کر رہی ہے مگر زبان پر کوئی ایسا کلمہ نہیں آ سکتا جو خدا کی دی ہوئی تعلیم اور اس کی رضا کے خلاف ہو کیونکہ میں ہر حال میں اس کی تقدیر پر صابر و شاکر ہوں۔

اور آپ زبان سے جزع فزع کرنے یا بال نوچنے یا چھاتی پیٹنے یا خدائی تقدیر کے متعلق کوئی اعتراض کا کلمہ زبان پر لانے کو ایسی نفرت اور ناپسندیدگی سے دیکھتے تھے کہ ایک دفعہ جب بعض عورتوں نے کسی اپنے عزیز کی وفات پر ناجائز جزع فزع کیا اور اپنی زبان سے بعض نامناسب کلمات نکالے تو آپ نے سخت غصہ کے ساتھ فرمایا کہ "جاؤ اور ان کے منہ میں مٹی بھر دو۔" یہ اسلئے تھا کہ آپ کی تمام توجہ کا مرکزی نقطہ خدا کی ذات تھی اور آپ اس پختہ ایمان پر قائم تھے کہ انسان کی اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ جب کہ اس نے اس دنیا کے اعمال کا پھل پانا اور خدا کے حضور حاضر ہونا ہے

یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ چنانچہ جب آپ کا آخری بچہ اور ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد فوت ہوا اور فوت بھی ایسے وقت میں ہوا کہ جب خدا کے متواتر الہامات کے ماتحت خود آپ بھی اپنی زندگی کے آخری دن گن رہے تھے تو آپ نے کمال ہمت اور صبر کے ساتھ یہ شعر فرمایا:-

جگر کا ٹکڑا مبارک احمد جو پاک شکل اور پاک خو تھا
وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے ہمارے دل کو حزیں بنا کر
برس تھے آٹھ اور کچھ مہینے کہ جب خدا نے اسے بلایا
بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

دیکھو ان اشعار میں بھی بعینہٖ انہی جذبات کا اظہار ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچے حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر ظاہر فرمائے۔ یعنی ایک طرف گہرے قلبی غم کا اظہار ہے۔ جو ایک فطری امر ہے اور دوسری طرف خدا کی تقدیر پر کامل صبر و رضا کا مقام ہے۔ جو توحید کا مرکزی نقطہ ہے۔ اور جب مبارک احمد کی وفات کا سن کر بعض احباب ہمدردی اور افسوس کے لئے قادیان آئے۔ اور مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے ان کے ساتھ ایسے ایمان افروز رنگ میں گفتگو فرمائی کہ مجھے خوب یاد ہے۔ کہ حضور کی یہ گفتگو سن کر خلیفہ رجب دین صاحب مرحوم نے جو خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے خسر تھے حیران ہو کر کہا کہ

"حضرت ہم تو آپ کو تسلی دینے آئے تھے اور آپ ہمیں تسلی دے رہے ہیں!"

مگر اسلامی صبر و رضا کے بارے میں ایک اور بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ صبر کا اصل وقت کسی مصیبت کے دھکے کا ابتدائی مرحلہ ہوتا ہے ورنہ بعد میں ہر انسان کو آہستہ آہستہ صبر آ ہی جاتا ہے اور دلوں کے گہرے گھاؤ بھی کچھ وقت کے بعد مندمل ہو جاتے ہیں۔ پس اسلامی تعلیم کے مطابق حقیقی طور پر صابر انسان وہی سمجھا جائے گا جو کسی مصیبت کے ابتدائی دھکے کے وقت صبر کرتا اور رضا بالقضاء کے مقام پر قائم رہتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گذرے جہاں ایک عورت اپنے بچے کے مرنے پر بڑی بے صبری کا اظہار کر کے ناجائز جزع فزع کر رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب تشریف لے گئے۔ اور فرمایا: "مائی صبر کرو خدا تمہیں اس صبر کا اجر دے گا۔" اس جاہل عورت نے سامنے سے کہا "تمہارا بچہ فوت ہوتا تو تب تمہیں پتہ لگتا۔" آپ اس کی حالت دیکھ کر وہاں سے خاموشی کے ساتھ چلے آئے۔ اور غالباً دل میں فرماتے ہوں گے کہ یہ نادان کیا جانے کہ میرے کتنے بچے فوت ہو چکے ہیں؟ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے تو اس عورت کو لوگوں نے بتایا کہ "یہ تو نے کیا ہوا۔ یہ تو رسول پاک تھے۔" اس پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا "یا رسول اللہ میں صبر کرتی ہوں"۔ آپ نے فرمایا:-

الصبر عند صدمۃ الاولیٰ

"یعنی اصل صبر تو وہ ہے جو انسان کسی صدمہ کے ابتدائی دھکے کے وقت دکھاتا ہے۔"

اور یہی صحیح صورت ہے ورنہ جب کسی نے جزع فزع کرکے اور چیخ و پکار سے اپنے دل کی بھڑاس نکال کر صبر کیا تو وہ صبر کس کام کا؟ وہ تو دراصل تھک کر اور اپنے آپ کو بے بس پاکر ہتھیار ڈال دینے والی بات ہے۔ پس میں اپنے عزیزوں دوستوں اور جماعتی بھائیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ صحیح اسلامی صبر کے مقام پر قائم رہیں۔ اور ایسا کامل صبر دکھائیں جو قرآن نے سکھایا ہے۔ اور جس کا ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور پھر ہمارے سردار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگیوں میں بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔ اسلام فطرت کا مذہب ہے وہ نہ تو جذبات غم کے واجبی اور جائز اظہار سے روکتا ہے اور نہ ایسی جزع فزع اور ایسی چیخ و پکار کی اجازت دیتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان توحید کے مرکزی نقطہ سے متزلزل ہو جائے۔ اور سچا صبر یہی ہے جس پر رسول پاک (فداہ نفسی) قائم تھے یعنی:-

العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا۔

اور یہ وہی صبر ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس معروف شعر میں اشارہ فرمایا ہے کہ:-

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اور یقیناً یہ وہی صبر ہے جس کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ:-

اولٰئک علیھم صلوٰت من ربھم ورحمۃ

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار:
مرزا بشیر احمد ربوہ
۱۵ر جون ۱۹۵۹ء

رضی اللہ عنہم منهم من قضی نحبہ

میرا بھائی عبداللہ خان

از محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نائب صدر عالمی عدالت ہیگ

حلیم، متواضع، صابر اور کم گو تھا۔ اس کے ہاتھ اور اس کی زبان سے کسی کو ضرر نہیں پہنچا اور بہت ہی جو اس سے فیضیاب ہوئے۔ پندرہ سال سے اس کا جسم مبتلائے الم تھا۔ پچھلے تین سال تو اس نے پیہم درد و کرب میں گزارے۔ آخری چھ ماہ میں قلبی حزن اور پریشانی بھی شامل ہو گئے۔ اس کا نحیف جثہ اور اس کی ناتواں جان درد کی کن کیفیات کے مورد رہے۔ اس کا دل اور اس کا رب ہی جانتے تھے۔ لیکن اس تمام عرصے میں اس نے سلسلہ عالیہ کی مخلصانہ خدمت۔ بنی نوع انسان کی گہری ہمدردی اور فرائض منصبی کی کماحقہا سرانجام دہی میں کسی قسم کی سستی یا کوتاہی سرزد نہیں ہونے دی نہ حرف شکایت زبان پر آنے دیا۔ مرحبا یا عبداللہ نعم الاخ۔

عبداللہ خان فرمانبردار بیٹا، اطاعت گزار بھائی، مونس و غمخوار خاوند، شفیق اور حنون باپ۔ وفادار اور قابل اعتماد دوست تھا۔ اس کا سینہ اور دل نور ایمان سے معمور اور منور تھے۔ اسلام اور سلسلہ کی بے حد غیرت رکھتا تھا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ (اللھم متعنا بطول حیاتہ و برحمتک) کی ذات اقدس کے ساتھ انتہائی عشق تھا۔ مجھ حقیر و ناچیز پر مغفرت و عصیان کے ساتھ بھی اُسے گہری محبت تھی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء وجعل الجنۃ العلیا مثواہ برحمتہ وھو ارحم الراحمین۔

عبداللہ خان عاجز انسان تھا اللہ تعالیٰ کے عفو اور غفران اور اس کی رحمت کا محتاج۔ اس کے تمام دکھ اور درد رب العالمین کے حضور اس کی کمزوریوں اور خطاؤں کا کفارہ ہوں۔ اور وہ اپنے مولیٰ اور رب سے وافر رحمت کا سلوک دیکھے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

میں نے اس کا پیارا چہرہ آخری بار ۱۵ر فروری کو سہ پہر کراچی کے مطار پر دیکھا۔ جب میں نے اُسے لاہور کے سفر پر رخصت کیا جب اس نے اس سفر کا ارادہ کیا تو مجھے کہا میں چلتا پھرتا تو نظر آتا ہوں لیکن میں اپنے اندر کوئی طاقت محسوس نہیں کرتا۔ چونکہ مجبوری ہے اس لئے آمادہ ہو گیا ہوں۔ لاہور پہنچنے کے بعد اسی رات اس کے سینے میں شدید درد اور ساتھ تپ شروع ہو گیا۔ چند دن کے بعد اس حالت میں افاقہ تو ہوا لیکن دراصل پھر طبیعت سنبھلی نہیں کمزوری بڑھتی گئی اور دبے ہوئے عوارض ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ آخر

این جان عاریت کہ بحافظ سپرد دوست
روزے رخش ببینم و تسلیم وے کنم

کا عہد ازلی وفا کیا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت لا انتہا اور لطف بے پایاں پر تکیہ کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ عبداللہ خاں درگاہ الٰہ العالمین سے یہ خطاب سنے

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

میرا جسم دور تھا لیکن میری روح اس عرصے میں عبداللہ خاں کے گرد بے قرار اور رب العالمین کے حضور اس کی صحت اور تندرستی کے لئے زاری میں تھی۔ میں جانتا ہوں کہ عبداللہ خان کی آنکھیں اپنے محبوب بھائی کے دیکھنے کو ترستی ہوں گی۔ لیکن میری مجبوری اور میرے دل اور میری روح کی کیفیت ضرور اس پر آشکارا ہو گی۔ عبداللہ خان اپنے رب کے بلاوے پر

لبیک اللّٰھم لبیک

کہتا ہوا اپنے رب کے حضور حاضر ہو گیا۔ اور ہم بھی اپنے اپنے وقت پر وہیں جانے والے ہیں وہاں پھر کوئی جدائی نہیں۔

العین تدمع والقلب یحزن ولکن لا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا عبداللّٰہ لمحزونون۔

دل بدرد آمد ز ہجر اینچنیں یکرنگ دوست
لیک خوشنودیم بر فضل خداوند کریم
اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

عاجز ظفر اللہ خان

قادیان میں
محترم خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب اور محترم چوہدری عبداللہ خان صاحب کی
نماز جنازہ غائب اور مناقب جلیلہ کا تذکرہ

۱۔ محترم خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب کی وفات کی اطلاع بذریعہ اخبار الفضل قادیان میں مورخہ ۱۲ر جون بروز جمعہ موصول ہوئی مقامی طور پر محترم مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل امیر مقامی نے خطبہ جمعہ کے بعد احباب جماعت تک یہ افسوسناک خبر پہنچاتے ہوئے ارشاد نبوی اذکروا امواتکم بالخیر کے مطابق مرحوم کے مناقب جلیلہ مختصر مگر جامع طریق پر بیان کئے۔ آپ نے خان صاحب مرحوم کی خدمات کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اگرچہ آپ صحابی نہ تھے مگر سلسلہ کے لئے امتیازی خدمات کے باعث آپ نے جماعت میں ایک نمایاں مقام حاصل کر لیا۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ کے مصداق قرار پائے نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔

۲۔ محترم چوہدری عبداللہ خان صاحب کی وفات کی اطلاع قادیان میں مورخہ ۱۶ر جون کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی تار اور اسی روز اخبار الفضل کے ذریعہ موصول ہوئی۔ حلقہ درویشاں میں بھی یہ خبر بڑے رنج اور افسوس کیساتھ سنی گئی۔ مورخہ ۱۹ر جون کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے خطبہ جمعہ کے بعد محترم چوہدری صاحب کے مناقب کا تذکرہ فرماتے ہوئے بتایا کہ مرحوم ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے بہت سادہ۔ ملنسار۔ بنی نوع انسان کے حقیقی خیرخواہ سلسلہ کے حد درجہ خدمتگزار۔ یہ مرحوم ہی کی اعلیٰ تنظیمی اور زبردست قابلیت کا نتیجہ تھا کہ آپ کے زمانہ امارت میں کراچی کی جماعت ہر جماعتی کام میں سبقت لے جاتی آپ نے جماعت کے افراد میں سلسلہ کیساتھ محبت اور دین کیلئے خدمت کی ایسی روح پھونک دی کہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے میں فخر محسوس کرتے۔ آپ ایک عرصہ سے کینسر کے موذی عارضہ میں مبتلا رہے ہر چند علاج کرایا گیا مگر جانبر نہ ہو سکے۔ آپ کی وفات جماعت کیلئے ایک بڑے صدمہ کا موجب ہے۔ اس وجہ سے جماعت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُسے پُر کرے اور مرحوم کو اپنے قرب میں جگہ دے آمین

اس موقعہ پر آپ نے مکرم ملک عمر علی صاحب رئیس ملتان کی بیٹی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی ٹوکیو (جاپان) میں اچانک وفات کی خبر جو الفضل میں شائع ہوئی تھی احباب کو سنائی اور مختصر طور پر بیان کیا کہ کس طرح ابھی چند ماہ قبل ہی عزیزہ کی شادی ہوئی تھی کہ اب یہ افسوسناک خبر سننے میں آئی۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے نماز جمعہ کے بعد مردوں کی نماز جنازہ غائب بھی ادا فرمائی۔ اللّٰھم اغفر لھم وارفع درجاتھم فی اعلیٰ علیین۔

قرآن مجید کی معجز نمائی اور اس کے لئے مامور من اللہ کی ضرورت

(از مکرم بشیر احمد صاحب زاہد مبلغ گھٹیالیاں)

قرآن مجید خدا تعالیٰ کی وہ مقدس آخری کتاب ہے۔ جو گم گشتگانِ راہِ ہدایت انسانوں کی راہنمائی کے لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یہ وہ مکمل ضابطۂ حیات ہے جس کو بادیہ نشینانِ عرب نے اپنا دستور العمل بنایا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا میں وہ عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کر دکھایا۔ جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔

یقیناً قرآن مجید کا یہ عظیم الشان اعجاز ہے۔ کہ اس نے اپنی معجزانہ تعلیمات سے عدیم النظیر انقلاب کو جنم دیا۔ جس سے روئے زمین پر روحانیت اور خیر و برکت کے چشمے ابلنے لگے اور علوم و فنون کی مشعلیں نضیائے عالم کا اٹھی۔

لیکن اس سے کسے انکار ہے۔ کہ یہ عظیم الشان روحانی انقلاب محض قرآن مجید کی معجزانہ تعلیمات کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اس کو منصۂ شہود پر منوہ گر کرنے میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان اور قوتِ قدسیہ کا بھی دخل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد آج تک چشمِ فلک اس نظارہ کو ترستی رہی ہے۔

یہ ایک دلخراش تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب خلافت راشدہ کی جگہ ملوکیت متمکن ہو گئی تو اس وقت نہ صرف قرآن مجید کے حقائق و معارف کو ہی اسرائیلی روایات کی تنگنائے میں محصور کر دیا گیا۔ بلکہ اب قصرِ حکومت میں ان نیم مذہبی ملاؤں کو علم و فضل کی خلعتوں سے نوازا گیا۔ جنہوں نے قرآن مجید کی آیات بینات کو ناسخ و منسوخ کے گورکھ دھندے میں الجھا کر یہ فتوے دے دیا کہ قرآن مجید کو اس وقت تک پڑھنا جائز نہیں۔ جب تک قاری ناسخ و منسوخ آیات سے پورا پورا واقف نہ ہو تا ایسا نہ ہو کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دے دے۔

نتیجۃً فیج اعوج کے ان درباری عالموں کے ان فتاوی کا اثر یہ ہوا کہ اس زمانے میں رسول اللہ کے نام پر حدیثیں تراشی گئیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ قرآن مجید جو "ھدیً للناس" اور "بشریٰ للمؤمنین" بن کر آیا تھا۔ اور جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے خود فرمایا تھا

ولقد یسرنا القرآن للذکر۔

کہ ہم نے قرآن مجید کو ذکر کے لئے بالکل آسان کر دیا ہے۔ اب ناسخ و منسوخ کی پیچیدگیوں نے اتنا مشکل بنا دیا تھا کہ عام مسلمان اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کی جرأت نہ کرتے تھے کہ مبادا آنکھ کہیں ایسی دلنشین صداقت سے لڑ جائے۔ جس کو علماء کرام منسوخ قرار دے چکے ہوں۔

ظاہر ہے کہ ان فتاوی سے نہ صرف اسلام کی روحانی حکومت نے خاطر خواہ فروغ حاصل نہ کیا۔ بلکہ وہ لوگ جو اب تک اس کی روح پرور مملکت میں داخل ہو چکے تھے۔ ان کے دلوں میں بھی شکوک و شبہات پیدا ہوتے اور ناسخ و منسوخ کے آئینہ میں انہیں قرآنی تعلیمات میں تضاد و تناقض کی منظر نظر آئیں۔

پس یہ ایسے لوگوں کے خطرناک فتاوی کا اثر تھا کہ مسلمان آہستہ آہستہ قرآن مجید سے غافل ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ ان کی وہی حالت ہو گئی جس کے متعلق جناب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے یہ فرمایا تھا کہ مسلمانوں پر ایک وقت ایسا بھی آئے گا۔ کہ وہ قرآن مجید کو چھوڑ دیں گے۔ تو وہ نہ صرف یہ سن کر دریائے حیرت میں ڈوب گئے تھے۔ بلکہ بعض یہاں تک کہہ اٹھے تھے "کیف یرتفع العلم وھٰذا القرآن بین اظھرنا" کہ علم ہم سے کیسے روپوش ہو سکتا ہے جبکہ قرآن مجید ہم میں ہوگا۔ جس پر آپ کو فرمانا پڑا۔ کہ دیکھو یہ یہود و نصاریٰ ہیں ان کے پاس بھی ان کے انبیاء کے صحف موجود ہیں۔ لیکن وہ ان کے حروف کے معانی ہی کو دیکھ سکتے مانی تعلیمات سے بالکل نا آشنا ہیں۔ پس اسی طرح اب بھی ہوگا۔ کیونکہ علم حقیقی اس وقت دنیا سے غائب ہوتا ہے جب دنیا میں اس کے علمبردار نہیں رہتے۔

اُف! کتنا دلگداز واقعہ ہے کہ وہی قرآن مجید جس کے متعلق صحابہ کرام یہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ ان کے جانشین کبھی اس سے غافل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے دربار نبوی میں یہ عرض کر دیا تھا کہ علم قرآن ہم سے کس طرح دور ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہم خود قرآن مجید کو پڑھتے ہیں۔ اور آگے اپنے بچوں کو پڑھائیں گے۔ لیکن آج وہی قرآن ہے کہ مسلمان اس کو ترک کر چکے ہیں۔ اس کی تعلیمات ترک کر بیٹھے ہیں۔ اور اس کا وجود محض تبرک کے لئے رہ گیا ہے۔

غور فرمایئے کہ قرآن مجید کی یہ کیفیت جس کو دیکھ کر یہ عاشق قرآن کا کلیجہ پھٹ جاتا ہے۔ اس سے عرش الٰہی کیونکر نہ اٹھا ہوگا۔ اور کیا اس نے اپنے وعدے کے مطابق دنیا میں اس رجل عظیم کو برپا نہ کیا ہوگا؟ جو قرآن مجید کی حفاظت کرتا۔ اور اپنا تن من دھن قربان کر کے اس کی مظلومیت کو دور کرتا۔

سوچیئے کہ کیا خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اور کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا تھا:۔

لو کان القرآن معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔

کہ آخری زمانہ میں جب مسلمان قرآن مجید کو چھوڑ دیں گے اور وہ ثریا نشین ہو جائے گا۔ تو اس کو ابناء فارس میں سے ایک عظیم انسان دوبارہ واپس لائے گا اور قلوب الناس پر اس کا تسلط قائم کرے گا۔

آہ! یہ وہ ایمان افروز حقیقت ہے جس کو دور حاضر کے مسلمان تسلیم کرنے سے گریزاں ہیں۔ اور وہ یہ یقین کئے بیٹھے ہیں کہ جب قرآن مجید ایسی مکمل اور زندگی بخش کتاب ان کے پاس موجود ہے۔ تو ان کو اب کسی آسمانی مصلح کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی فرماتے ہیں:۔

"جب دین مکمل ہو چکا۔ آیات الٰہی پوری وضاحت کے ساتھ بیان ہو چکیں۔ اوامر و نواہی عقائد و عبادات، تمدن و معاشرت حکومت و سیاست غرض انسانی زندگی کے متعلق پورے پورے احکام اور اللہ کے رسول کا اسوہ حسنہ اس طرح پیش کر دیا گیا کہ ہر ایک قسم کی تبدیلی و تحریف سے پاک ہے۔ اور ہر عہد میں اس سے ہدایت حاصل کی جا سکتی ہے تو نبوت کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی صرف تجدید و تذکیر کی ضرورت رہ گئی۔ جس کے لئے علمائے حق کی جماعت کافی ہے"۔

(تفہیم قرآن نمبر ۶)

ہمیں افسوس ہے کہ یہ نظریہ حقیقت و صداقت کے رنگ سے بالکل خالی ہے

اوّل:۔ اس لئے کہ قرآن مجید کے کسی مقام سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ جب دین مکمل ہو چکا ہو اور آیات الٰہی پوری وضاحت سے بیان ہو چکی ہوں تو پھر دنیا کو چراغ نبوت کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ قرآن مجید تو اس صداقت کا علمبردار ہے۔ کہ دنیا کی جب بھی کوئی قوم جادۂ حق سے منحرف ہوئی۔ تو وہ اس وقت تک راہ ہدایت پر گامزن نہ ہوئی جب تک اس میں کوئی آسمانی مصلح ظاہر نہ ہوا ارشاد الٰہی ہے:۔

ولقد ضل قبلھم اکثر الاولین فارسلنا فیھم منذرین۔

"کہ جب پہلوں کی اکثریت راہ راست سے بھٹک گئی۔ تو ہم نے ان کی ہدایت کے لئے کوئی نہ کوئی رسول بھیجا"۔

چنانچہ قرآن خود مانتا ہے کہ تورات اپنے وقت کے لوگوں کیلئے مکمل دستور العمل اور مربوط نظام زندگی تھا۔ وہ سراپا ہدایت اور سرچشمہ نور کتاب تھی۔ لیکن اس کے باوجود جب بھی یہود نا مسعود نے اس سے بیگانگی اختیار کی اور اپنے من گھڑت خیالات کی تاریکیوں سے اس کے چہرہ کو چھپانے کی کوشش کی تو خدا تعالیٰ نے اپنے انبیاء مبعوث فرمائے۔

ارشاد الٰہی ہے:۔

انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدًی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ وکانوا علیہ شھداء (اعراف)

کہ ہم نے تورات نازل کی جو سراپا ہدایت اور سرچشمہ نور کتاب تھی۔ اس کے مطابق خدا تعالیٰ کے انبیاء اور ربانی اور راہب لوگ فیصلہ کیا کرتے تھے۔ کیونکہ ان کو اس کی حفاظت پر مامور کیا گیا تھا۔

پھر یہی نہیں کہ قرآن مجید تورات کے متعلق ہی اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے بلکہ وہ تو خود اپنے متعلق بھی یہ گواہی دیتا ہے کہ اس کی معجزانہ تعلیمات نے دنیا میں جس عظیم الشان روحانی انقلاب کو برپا کیا تھا۔ اس میں خدا کے مقدس رسول کی قوت قدسیہ کا بہت بڑا دخل تھا۔

فرمایا:۔

ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (جمعہ)

کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے وہ مقدس رسول ہیں جنہوں نے قرآنی تعلیمات کا جامہ پہن کر دنیا کو اس کے نور سے منور فرمایا ہے۔ اور اپنی عظیم الشان قوت قدسیہ سے ان کا تزکیہ نفس اور تعلیم بھی دی ہے اس کی آیات کے اسرار و رموز بتائی (باقی صفحہ ۔۔ پر)

یہ نصیب ..... اللہ اکبر

از جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی ایڈیٹر اخبار الفضل ربوہ

ذیل کا قیمتی مضمون اخبار الفضل ربوہ مجریہ ۸ر جون کا مقالہ افتتاحیہ ہے۔ جو امسال عیدالاضحیہ کے موقع پر شائع ہوا۔ اگرچہ مقالہ کا نفس مضمون تو عیدالاضحیہ سے متعلق ہے۔ لیکن جس سوال سے اس میں بحث کی گئی ہے۔ وہ ایک مستقل نوعیت کا ہے اس لئے عیدالاضحیہ کا مبارک روز گذر جانے کے باوجود مضمون ہی افادی پہلو برقرار ہے۔ امید ہے اسے دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

ہر عیدالاضحیہ کے موقع پر بعض قوم کے بہی خواہ یہ سوال اُٹھاتے ہیں کہ عیدالاضحیہ پر جو بکروں۔ بھیڑوں۔ دنبوں وغیرہ کی قربانی کی جاتی ہے۔ اس سے مسلمانوں کا بہت سا مالی روپیہ ضائع جاتا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ قربانی کی بجائے روپیہ جمع کر لیا جائے اور اس کو کسی قومی ترقی کے کام میں صرف کیا جائے آجکل چونکہ ہر بات کو اقتصادی نقطۂ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس لئے بادی النظر میں سوال اٹھانے والوں کی یہ بات بعض لوگوں کو معقول معلوم ہوتی ہوگی مسلمانوں کی اقتصادی کمزوری کے پیش نظر بھی شائد بعض طبیعتوں کے لئے ایسی بات اثر رکھتی ہے۔

ان وجوہات کے علاوہ ایک اور وجہ بھی ہے۔ جو غیر شعوری طور پر اس سوال کے پیدا کرنے کا باعث ہوسکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قربانی بھی آجکل دوسرے شعائر اسلامی کی طرح ایک رسم سی بن کر رہ گئی ہے اور اس میں سوا اس کے کہ چند گھنٹوں کے لئے قربانی دینے والے گھرانے میں مذاق ہو جاتی ہے بظاہر شائد اس کا کوئی دینی فائدہ نظر نہیں آتا۔ جس طرح متمول لوگ بیاہ شادی میں یا ختنوں وغیرہ میں رسمی طور پر روپیہ خرچ کر کے چند گھنٹوں کی ہنگامہ آرائی کر لیتے ہیں۔ اور اس سے محظوظ ہوتے ہیں۔ اسی طرح عیدالاضحیہ کے دن بھی متمول لوگ قربانی کر کے کچھ لطف اُٹھا لیتے ہیں۔

یہ وجہ بھی بعض درد مند لوگوں کو جو رسومات میں فضول خرچی کو روکنا چاہتے ہیں غیر شعوری طور پر ہی سہی متاثر کرتی ہے۔ اور وہ اس نہج سے سوچتے ہیں کہ دوسری رسومات کی طرح یہ بھی ایک رسم سی مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہے جس سے مسلمانوں کا بہت سا مال ضائع ہو جاتا ہے۔ یہی مال کسی اچھے کام میں صرف کیا جائے۔ قومی کام نہ سہی نجی کام ہی میں صرف کیا جائے۔ مثلاً بچوں کی تعلیم وغیرہ میں بھی اس مال سے مدد لی جاسکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہماری رائے میں یہ آخری وجہ جو مندرجہ بالا سوال اُٹھانے کا باعث ہوتی ہے۔ اگرچہ بڑی حد تک غیر شعوری ہوسکتی ہے۔ لیکن اہم ہے کہ اس پر غور کرنا چاہیئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قربانی بھی محض ایک رسمی چیز بن گئی ہے۔ جسے بعض لوگ اس کو محض نمود کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ تو چونکہ یہ بھی ایک رسم ہی ہے جس پر بے فائدہ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اس کو کیوں نہ مٹا دینا چاہیئے۔ اور روپیہ بچا کر ضروری کاموں میں صرف کرنا چاہیئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس حد تک قربانیاں محض ایک رسم کے طور پر دی جاتی ہیں۔ اور ان سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا جاتا۔ اور نہ کوئی زندگی کا سبق حاصل کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہماری دانست میں بھی واقعی یہ ضیاعِ مال ہے الا یہ کہ غرباء کو جو ویسے گوشت خرید کر کھانے کی توفیق نہیں رکھتے گوشت مہیا ہو جاتا ہے۔ اور قربانیوں کی کھالیں بعض جماعتی کاموں میں صرف کی جاتی ہیں۔ لہٰذا اس لحاظ سے جہاں تک اقتصادی اعتراض ہے گو کسی قدر کمزور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صرف اقتصادی نقطۂ نظر سے بھی اس کا کچھ نہ کچھ فائدہ ہوتا ہے۔ تاہم اس سے پورا اقتصادی فائدہ نہیں ہوتا۔ جو قربانیوں کا روپیہ کسی قومی کام میں صرف کرنے سے ہوسکتا ہے اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ اگر قربانیوں سے محض ایک رسم ادا کرنا مطلوب ہو۔ اور اس سے کوئی دینی استفادہ نہیں کیا جاتا تو بہتر ہے کہ اس رسم کو ترک کر دیا جائے۔

اگر اس نہج سے سوچا جائے تو دقت یہ ہے کہ ہمیں تقریباً تمام دینی کاموں کو ترک کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ہماری بدقسمتی اور مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ ہمارے تمام دینی کام کم و بیش رسمی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ ان سے وہ فائدہ نہیں ہو رہا۔ جو ان سے مقصود ہے۔ حتیٰ کہ نماز روزہ۔ حج وغیرہ اس وجہ سے سب ترک کر دینے چاہئیں۔ کیونکہ آجکل یہ تمام اعمال بڑی حد تک رسمی بن چکے ہیں اور بعض تفنن اوقات و تفنن طبع کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ آج ہماری نمازیں تنھیٰ عن الفحشاء کا مقصد پورا نہیں کر رہیں۔ ہمارے حج محض حاجی کہلانے کے لئے ہوتے ہیں روزے ہم صرف دکھاوے کے لئے رکھتے ہیں۔ ہمارے پیش نظر حقیقی تقویٰ نہیں ہوتا اسی طرح زکوٰۃ بھی جو لوگ دیتے ہیں۔ محض ناموری کے لئے ایسا کرتے ہیں انہوں نے آج مسلمانوں پر کچھ ایسی تن آسانی اور بے دلی چھائی ہوئی ہے۔ کہ اولی تو بہت سے لوگ پنج بناتے اسلام کے ہی تارک ہو چکے ہیں اور جو بظاہر ان کی پابندی کرتے ہیں۔ ان میں سے بھی شاذ و نادر ہی وہ فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ جو ان کی پابندی سے حاصل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ سب رسمی بن چکے ہیں۔ لہٰذا اگر دینی کاموں کے رسمی بن جانے کی وجہ سے ان کو سرے سے ترک کرنے کا استدلال کیا جاسکتا ہے۔ تو کیا بہتر نہیں ہے کہ نہ صرف عیدالاضحیہ کی قربانیوں ہی کو ترک کر دیا جائے بلکہ پنج بناء اسلام سے ہی ہاتھ اُٹھا لیا جائے اور دین سے کلی طور پر فارغ ہو کر مادی دنیا کے ساتھ دنیا کمانے کی دوڑ میں پیوست ہو کر آگے بڑھنے کی کوشش کی جائے اور مزے کی زندگی بسر کی جائے۔

جو لوگ قربانیوں کے بارے میں محض اقتصادی مفاد کے نقطۂ نظر سے غور کرتے ہیں۔ اس غور کا آخری نتیجہ لازماً یہی ہوسکتا ہے۔ اگر دنیا میں اقتصادیات کے سوا اب کچھ باقی نہیں رہا۔ تو جب ان دینی اعمال سے جو اب محض رسمی بن چکے ہیں ہماری اقتصادی پوزیشن مجروح ہوتی ہے اور اقوامِ عالم میں ہمارا مقام قائم نہیں رہتا اور ہمارا معیارِ زندگی بلند ہوتا ہے۔ تو ہمیں چاہیئے کہ اسلام کا پیچھا چھوڑ دیں اور دنیا کے ساتھ گھل مل جائیں۔

اسی طرح سوال صرف عیدالاضحیہ پر قربانیوں کا نہیں رہتا بلکہ اسلام اور غیر اسلام کا بن جاتا ہے۔ اس لئے ہم ان لوگوں سے جو ترکِ قربانی کے حامی ہیں بجا طور پر یہ سوال پوچھ سکتے ہیں کہ کیا وہ اس مسئلہ پر اسلام کے اندر رہ کر سوچنا چاہتے ہیں۔ یا دائرہ اسلام سے باہر نکل جانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔

یہ سوال دراصل تمام ان لوگوں سے پوچھنے کا ہے جو اسلام کے اندر رہنا چاہتے ہیں۔ اور عیدالاضحیہ کی قربانیاں دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا آپ ان قربانیوں سے صحیح مفہوم کو سمجھتے ہیں یا محض رسمی طور پر یا محض ایک دن گوشت کھانے کھلانے کے لئے قربانیاں دینا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر آپ کی یہی غرض ہے۔ تو اس کو اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے۔ اس لئے ہمیں سوچنا چاہیئے کہ عیدالاضحیہ کی قربانیوں کی حقیقی غرض کیا ہے۔

آپ سب جانتے ہیں کہ عیدالاضحیہ ابوالانبیاء سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے حرم حضرت ہاجرہ اور آپ کے پسر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عظیم الشان قربانیوں یعنی دین کی خدمت کے لئے ہر قسم کی تکالیف کو برداشت کرنے کے عزم کی یادگار میں قائم کی جاتی ہے۔ اور ہم جو قربانیاں دیتے ہیں۔ اسی عظیم الشان قربانی کی یاد کے لئے دیتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ قربانیاں ہم کو یاد دلاتی ہیں کہ بطور ایک مسلمان کے ہمارے فرائض کیا ہیں۔ ہمارے فرائض بھی وہی ہیں۔ جو ان مقدس باپ ماں اور بیٹے نے خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر کے اپنے اسوۂ حسنہ سے واضح کئے ہیں کہ ہم بھی ان کی تتبع کر کے خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ یہ قربانیاں ہم کو یاد دلاتی ہیں کہ تمام مسلمان باپ تمام مسلمان مائیں اور تمام مسلمان بیٹے اسی وقت صحیح مسلمان بن سکتے ہیں۔ جب وہ اسوۂ حسنہ کا تتبع کریں۔ اگر یہ قربانیاں ہمارے دل میں ایسے جذبات نہیں ابھارتیں اور ہم قربانی دیتے وقت یہ عہد نہیں کرتے کہ ہم ان مقدس ماں باپ اور بیٹے کی طرح اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر دیں گے۔ تو صحیح یہ ہے کہ ہمارے ماہرین اقتصادیات کا مطالبہ صحیح ہے کہ ہم ان قربانیوں میں جو روپیہ صرف کرتے ہیں وہ ایسا ہی ضائع جاتا ہے۔ جیسا کسی اور بے معنی رسم بیاہ شادی ختنہ وغیرہ کی رسومات پر فضول خرچیوں میں ضائع کیا جاتا ہے۔ اس لئے آؤ ہم ان ماہرین اقتصادیات کو شکست دیں اور انہیں دکھا دیں کہ ان قربانیوں سے جو فائدہ مسلمانوں کو حاصل ہوسکتا ہے وہ تمہاری کفایت شعاریوں کے مقابلہ میں سب سے بڑا ہے وہ فائدہ اتنا عظیم ہے کہ اگر ہم اپنے تمام اَملاک و متاع بھی ان کے لئے قربانیوں ہی میں لگا دیں تو پھر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا اس فائدہ کے مقابلہ میں تمہارے کفایت شعاری ایک دمڑی قیمت نہیں رکھتے۔

قرآن مجید کی معجز نمائی (بقیہ صفحہ ۵)

کی گرہ کشائی فرمائی ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مستقبل کے متعلق اس نے یہ اعلان کر رکھا ہے

"وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ
وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ"

کہ جب آخری زمانہ کے مسلمان ضلالت کے قعر مذلت میں گر جائیں گے تو ان کو دوبارہ ہدایت پر گامزن کرنے کے لئے رسول اللہ کے پیرا ہن میں ایک اور رجل عظیم برپا ہوگا جو قرآن مجید کی معجزانہ تعلیمات سے دنیا میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کر دکھائے گا۔

پس ان حقائق کی موجودگی میں یہ خیال کرنا کہ قرآن کی موجودگی میں مسلمانوں کو کسی آسمانی مصلح کی ضرورت نہیں ہے خطرناک غلطی ہے کیونکہ یہ ایک ابدی صداقت ہے۔ کہ کتاب اللہ خواہ کتنی ہی سراپا نور کیوں نہ ہو۔ اسکی تابانیوں سے دلوں کی ظلمتیں اسی وقت ہی دھلتی ہیں جب اس کا فیضان نبوت اور قوت قدسیہ ان کے شامل حال ہو۔ (باقی)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق

ڈاکٹری رپورٹوں کا خلاصہ

قادیان یکم جولائی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ہفتہ زیر اشاعت اخبار الفضل میں محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے جو ڈاکٹری رپورٹیں شائع ہوئی ہیں ان کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

مری ۲۱ر جون (بوقت دس بجے صبح) کل بارہ بجے سے چار بجے تک حضور کی طبیعت بہت بے چین رہی مگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور نے آرام فرمایا اور شام تک حضور کچھ سوئے بھی جس سے طبیعت بہتر ہو گئی اور رات نیند اچھی آئی اور اس وقت طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے (الفضل ۲۳/۶/۵۹)

مری ۲۲ر جون (بوقت ۱۰ بجے صبح) کل دس بجے سے شام تک حضور کی طبیعت عام طور پر پُرسکون رہی۔ شام کے بعد تھوڑی دیر کے لئے بے چینی کی تکلیف ہوئی۔ رات وقفوں کے ساتھ نیند اچھی آ گئی صبح سے اعصابی ضعف کی تکلیف ہے (الفضل ۲۴/۶/۵۹)

مری ۲۳ر جون (بوقت ۸ بجے صبح) کل دن بھر وقفوں کے ساتھ حضور کو کچھ گھبراہٹ کی تکلیف ہو جاتی رہی اس کے علاوہ عام طور پر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی رات نیند آ گئی صبح سویرے کچھ گھبراہٹ شروع ہو گئی جو ڈیڑھ گھنٹہ تک رہی پھر طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہو گئی (الفضل ۲۴/۶/۵۹)

مری ۲۴ر جون (بوقت ۸ بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت بوجہ اعصابی کمزوری خراب رہی اور کبھی کبھی بے چینی بھی ہو جاتی رہی شام کے وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت بہتر ہو گئی اور رات نیند اچھی آ گئی اس وقت طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے (الفضل ۲۶/۶/۵۹)

مری ۲۵ر جون (بوقت ۸ بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی حضور برآمدہ میں چند قدم ٹہلے الحمد للہ علیٰ ذالک۔ رات نیند خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی آ گئی اس وقت عام طبیعت بہتر ہے (الفضل ۲۸/۶/۵۹)

مری ۲۶ر جون (بوقت ۸ بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے عام طور پر بہتر رہی رات نیند اچھی آ گئی۔ آج صبح بھی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔

مری ۲۷ر جون (بوقت ۸ بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی شام کے قریب اعصابی ضعف کی کچھ شکایت ہو گئی رات نیند خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی آ گئی آج صبح طبیعت بہتر ہے۔

مری ۲۸ر جون (بوقت ۸½ بجے صبح) کل دوپہر تک حضور اقدس کی طبیعت ٹھیک رہی دوپہر کے بعد اعصابی ضعف کی شکایت شروع ہو گئی جو رات تک رہی رات نیند وقفوں کے ساتھ کم آئی۔ اس وقت کچھ اعصابی ضعف کی تکلیف ہے۔

احباب جماعت التزام کے ساتھ اور درد و الحاح کے ساتھ حضور کی صحت اور لمبی زندگی کے لئے دعائیں کریں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کیلئے

دردمندانہ اجتماعی دعائیں اور صدقات

کٹک :

حضرت اقدس کی علالت کی خبر پاتے ہی خاکسار کی تحریک پر مکرم مولوی محمد احمد صاحب امیر صوبہ اڑیسہ مکرم سید انوار الحق صاحب برادرم سید عبد القدیر صاحب و عزیزم عبد القیوم صاحب نے چندہ جمع کر کے حضور کے صدقہ کے طور پر بکرا ذبح کیا۔ اور احباب جماعت نے اجتماعی دعا کی اللہ تعالیٰ حضور کو جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین۔

خاکسار سید یعقوب الرحمان عفی عنہ

نیروبی مشرقی افریقہ :

مکرم محمد یامین صاحب نذیر سیکرٹری جماعت احمدیہ نیروبی نے ۵۰-۲-۳۲ روپے ارسال فرمائے ہیں تا اس رقم سے بکرے خرید کر کے حضرت اقدس کے صدقہ کے طور پر قادیان میں ذبح کئے جائیں۔ اس کے علاوہ نیروبی کی جماعت مقامی طور پر بھی صدقہ کے بکرے ذبح کر رہی اور اجتماعی دعاؤں کا التزام کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

کیرنگ (اڑیسہ) :

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیماری کی خبر سنکر اجتماعی دعا کی گئی اور -/۶۰ روپے میں دو بکرے خرید کر صدقہ کے طور پر ذبح کئے گئے۔ اور -/۷ روپے غریبوں میں تقسیم کئے گئے۔

(محمد محسن خان مبلغ کیرنگ)

کنہ پورہ (کشمیر) :

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیماری کے متعلق اخبار بدر اور مرکزی اطلاعات سے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ حضور کی شفایابی کے لئے ہر روز اجتماعی دعاؤں کا انتظام کیا گیا ہے نیز صدقہ کے طور پر ایک جانور ذبح کر کے اس کا گوشت مستحقین کو پہنچایا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ اور لمبی عمر بخشے۔

خاکسار غلام نبی سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ کنہ پورہ (کشمیر)

رانچی کے ایک خطیب صاحب کا قبول احمدیت!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاکسار ہندپیڑھی کی مسجد میں بطور امام الصلوٰۃ و خطیب متعین تھا اسی دوران میں جناب مولانا عبد الحق صاحب مبلغ جماعت احمدیہ سے ربط ضبط ہوا اور تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ عید الفطر کے موقع پر آپ نے ایک پمفلٹ بعنوان "پیام عید" شائع کیا جس میں حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت معلوم کرنے کے لئے استخارہ کی ہدایت دی گئی تھی۔ خاکسار بھی کچھ دنوں تک استخارہ کرتا رہا۔ تائید احمدیت کے متعلق کچھ خوابیں نظر آتی رہیں اور پندرھویں رات کو غیب سے ایک آواز آئی کہ

"مسیح موعود نے آکر قرآن کے معنے حل کر دیئے"

اس کے بعد خاکسار کو پورے طور پر انشراح صدر ہو گیا اور خاکسار سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید۔ مجھے افسوس ہے کہ اس دوران میں مخالفین احمدیت نے یہ سر تا پا جھوٹ اور غلط باتیں مشہور کیں کہ احمدیوں کا قرآن و حدیث دوسرا ہے اور نماز اور قبلہ اور حج دوسرا ہے۔ اور احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اپنے آپ کو شمار نہیں کرتے اور حضور کو خاتم النبیین بھی نہیں مانتے۔ تحقیق کرنے پر ثابت ہوا کہ یہ باتیں بالکل لغو اور من گھڑت ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اس چودھویں صدی میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو قرآن کریم اور احادیث اور نشانات آسمانی کی رُو سے بالکل صحیح اور حق ہے۔

خاکسار نقی احمد سابق امام الصلوٰۃ و خطیب مسجد ہندپیڑھی رانچی

تاریخ ۱۴ر مئی ۱۹۵۹ء

احمدیہ مسجد جنجہ (یوگنڈا) مشرقی افریقہ کا افتتاح

مرتبہ مکرم مولوی محمد منور صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نیروبی

دس مئی کو انگریز، ایشین اور افریقن کے ایک بڑے اجتماع کے سامنے مکرم حافظ بشیر الدین صاحب مبلغ جنجہ نے احمدیہ مسجد جنجہ کا افتتاح کیا۔ یہ مسجد جس کے ساتھ دار التبلیغ بھی ہے۔ تقریباً ڈیڑھ لاکھ شلنگ (ایک لاکھ روپیہ) کے خرچ سے تعمیر ہوئی ہے۔ الحمد للہ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین کے عہد سعادت میں ایک اور مسجد پایۂ تکمیل تک پہنچی

رسم افتتاح سے قبل ایک مختصر جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی کارروائی مکرم ڈاکٹر کشمیر لعل دین احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کمپالہ کی زیر صدارت عمل میں آئی۔ سب سے پہلے ہمارے افریقن کبابائی حاجی ابراہیم نے قرآن کریم کا وہ حصہ تلاوت کیا جس میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے تعمیر کعبہ کا ذکر کیا ہے۔ ان آیات کا انگریزی ترجمہ مکرم چوہدری عبد الغنی صاحب ہارون نے پڑھ کر سنایا۔

مکرم حافظ بشیر الدین صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام اردو میں پڑھ کر سنایا جو خاص اس تقریب کے لئے حضور نے تحریر کر دیا تھا۔ اس پیغام میں حضور نے مسجد کی تعمیر پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے جماعت کو اس کی آبادی کی طرف توجہ دلائی اور نماز وں میں التزام کی نصیحت فرمائی۔ نیز اس پیغام میں حضور نے جنجہ کے ایک بڑے ٹھیکیدار اور تاجر سردار اندر سنگھ صاحب گل کا بھی ذکر فرمایا۔ جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر میں بہت مساعدت کیا تھا۔ اور ان کے لئے دنیا اور آخرت میں اچھے بدلہ کی دعا فرمائی۔

اس پیغام کا انگریزی ترجمہ چوہدری عبد الرحمٰن صاحب نے سنایا اور مکرم زکریا کمزیٹو صاحب نے اپنی ملکی زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔

مکرم سید اعتیاد احمد صاحب نے وہ پیغامات اور تاریں پڑھ کر سنائیں جو اس موقعہ پر مشرقی افریقہ کے گورنروں، مقامی جماعتوں اور بیرونی مشنوں نے بھجوائی تھیں۔ کینیا کالونی ٹانگانیکا اور یوگنڈا کے گورنروں کی طرف سے انہیں اس تقریب میں شامل ہونے کی دعوت پر شکریہ کے پیغامات موصول ہوئے تھے۔ نیز دار السلام اور ٹانگانیکا کی احمدیہ جماعتوں کی طرف سے مبارکباد اور دعا پر مشتمل تاریں موصول ہوئی تھیں۔

مکرم مولوی جلال الدین صاحب قمر مبلغ اسرائیل۔ مکرم مولود احمد خان صاحب مبلغ انگلستان، مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مبلغ سوئٹزرلینڈ، مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب مبلغ جرمنی اور مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب مبلغ ہالینڈ کے مبارکباد کے پیغامات اپنے مشنوں اور جماعتوں کی طرف سے بھجوائے تھے جن میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک عہد میں جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور استحکام کا ذکر تھا۔

حضور کے پیغام کے بعد جماعتوں کے یہ پیغامات ہمارے لئے بہت مسرت اور حوصلہ افزائی کا باعث ہوئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء ان پیغامات کا خلاصہ مقامی زبان میں بھی ترجمہ کر کے سنایا گیا۔

مفصل رپورٹ کارگزاری

پیغامات سے پہلے مکرم چوہدری غلام احمد صاحب حنیف نے مسجد کے کام کے آغاز سے لے کر تکمیل تک تمام مراحل مشکلات امداد مخالفت اور حوصلہ افزائی کا مفصل ذکر کیا۔ اس رپورٹ میں تمام مسلم وغیر مسلم احباب کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ جنہوں نے خانۂ خدا کی تعمیر میں دل کھول کر امداد دی تھی۔ وہاں سامعین کے سامنے اس غیر متزلزل عزم کو بھی پیش کیا گیا جو ہمارے پیارے اور اولو العزم امام نے جماعت کے ہر فرد میں پیدا کر دیا ہے۔ بغیر کسی قسم کے ظاہری سامانوں کے محض اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ مشکل کام ہاتھ میں لیا گیا تھا۔ جو قریباً ایک سال کے عرصہ میں تکمیل کو پہنچ گیا۔ مکرم حافظ بشیر الدین صاحب اور مکرم بھائی محمد حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ جنجہ کی محنت اور کوششوں کو بالخصوص سراہا گیا۔ جنہوں نے انتھک جدوجہد سے کینیا، یوگنڈا اور ٹانگانیکا کے احمدی و غیر احمدی احباب سے تعمیر کے لئے رقوم فراہم کی۔ مکرم سردار اندر سنگھ صاحب گل اور یوگنڈا اور کینیا کے متعدد احمدی احباب اور جماعت احمدیہ نیروبی کے افراد کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے اس سلسلہ میں مالی امداد کی تھی۔

حکومت کا شکریہ

مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ مشرقی افریقہ دوران نے مسجد کے پلاٹ کے حصول اور اس کا کرایہ کم کرنے کے سلسلہ میں سابق گورنر یوگنڈا سر اینڈریو کوہن۔ چیف سیکرٹری مڈہارٹ ویل پراونشل ٹاؤن پلاننگ آفیسر جنجہ اسٹیٹ انگریز حکام کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے اس با موقعہ پلاٹ کے حصول میں نمایاں امداد دی تھی۔ آپ نے بتایا کہ جب گورنر صاحب سے کرایہ کی تخفیف کے لئے درخواست کی گئی تو انہوں نے نہ صرف ہماری مسجد کے پلاٹ کا کرایہ کم کیا بلکہ آئندہ کے لئے حکم دے دیا کہ یوگنڈا میں تمام عبادت گاہوں سے برائے نام کرایہ وصول کیا جائے۔ اس طرح گویا ہماری کوشش کے نتیجہ میں دوسری مسلم وغیر مسلم جماعتوں کو بھی فائدہ پہنچا۔ مکرم رئیس التبلیغ صاحب نے کہا کہ اگرچہ ان افسروں میں سے بعض ریٹائر اور تبدیل ہو کر یہاں سے چلے گئے ہیں۔ پھر بھی ہم ان کے اس احسان کو یاد رکھیں گے۔

اس کے بعد آپ نے ان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احدا کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ مسجد کسی زید یا بکر کا گھر نہیں کہ اس میں داخلہ کے لئے اس سے اجازت طلب کی جائے چونکہ یہ خدا تعالیٰ کا گھر ہے۔ اور اسلام نے خدا تعالیٰ کو کسی خاص قوم یا ملک سے مخصوص نہیں کیا۔ اس لئے ہر قوم اور مذہب کا آدمی اپنے اپنے طریق کے مطابق خدائے واحد کی اس میں عبادت کر سکتا ہے اس ضمن میں آپ نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مذہبی رواداری کے اس بے مثال نمونہ کا بھی ذکر کیا جبکہ حضور علیہ السلام نے نجران کے عیسائیوں کو مسجد نبوی میں عبادت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

اس تقریر کا خلاصہ صاحب صدر نے انگریزی زبان میں اور مکرم زکریا صاحب نے یوگنڈا زبان میں پہنچایا گیا۔

آخر میں صاحب صدر نے اسلام کی رواداری کے اس نمونہ کو دہرایا جسے محترم شیخ صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے مسجد کی چابی جناب امیر صاحب جماعتہائے احمدیہ مشرقی افریقہ کی خدمت میں پیش کی کہ وہ اس سے مسجد کا دروازہ کھولیں۔ محترم شیخ صاحب نے اسے لے کر فرمایا کہ اس مسجد کی بنیاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار کو رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی اور پھر کئی دوسری مساجد کی بنیادیں رکھنے اور افتتاح کرنے کا موقع بھی ملا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ حافظ صاحب موصوف جنہوں نے بھائی محمد حسین صاحب سے مل کر مسجد کی تعمیر میں نمایاں کوشش کی ہے۔ وہی اس کا افتتاح کریں۔ چنانچہ مکرم حافظ صاحب نے شکریہ کے ساتھ چابی لی اور مسجد کا افتتاح کیا۔ اور محترم رئیس التبلیغ صاحب نے درخواست کی کہ وہ رسمی افتتاح کے بعد حاضرین سمیت دعا کرائیں کیونکہ اصل چیز دعا ہی ہے جس سے مساجد کھلتی اور آباد رہتی ہیں۔ افتتاح اور دعا کے بعد حاضرین مجلس مسجد کے اندرونی حصے میں داخل ہوئے۔ محترم شیخ صاحب نے معزز مہمانوں کو اسلامی عبادت گاہوں کی سادگی اور مذہب کی بنیادی اصول توحید کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ اسلام نے مختلف قوموں اور طبقوں میں عملی طور پر کس طرح اخوت اور مساوات کے جذبات کو پیدا کیا ہے۔

تقریب کے اختتام پر مقامی جماعت کی طرف سے حاضرین کی تواضع سوڈا اور شیرینی سے کی گئی۔ معزز مہمان مختلف سوالات کر کے اسلام کے متعلق اپنی معلومات کو بڑھاتے رہے۔ یہ تقریب دس بجے شروع ہو کر بارہ بجے ختم ہوئی۔ علاقہ لبوگی کے بڑے افریقن افسر بھی تقریب میں شامل ہوئے۔ اسی طرح اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ کمشنر جنجہ کے علاوہ کئی دوسرے افسران اور بعض چیف اور متعدد ہندو، سکھ۔ اسماعیلی اور دوسرے مسلمان شامل ہوئے۔

بارہ بجے کے بعد انگریز اور ایشین دوست چلے گئے۔ احمدی وغیر احمدی افریقن اور شیوخ جن میں سے بعض ڈیڑھ ڈیڑھ سو میل سے شمولیت کے لئے آئے تھے۔ دیر تک رہے اور علمی سوالات کرتے اور جوابات سنتے رہے۔ ان تمام افریقن مہمانوں کو مقامی جماعت نے دوپہر کا کھانا پیش کیا۔ نماز ظہر باجماعت مسجد میں ادا کی گئی۔ اور اس کے بعد گروپ فوٹو لئے گئے۔ اور چار بجے کے قریب مہمان واپس چلے گئے۔ یوگنڈا کے ایشین احمدی دوست کمپالہ، مساکہ، ہمبرڈی اور مبالی سے جماعتی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔

نمائش، لٹریچر و تصاویر

مسجد کے کمپاؤنڈ میں ایک نمائش ہوئی جس میں کافی عرصہ پہلے گھاس اور پھول لگا دیئے گئے تھے۔ کرسیوں سے لفوٹ سے فاصلہ پر لٹریچر کی نمائش کی گئی تھی جس میں قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم سواحیلی، انگریزی، گجراتی، ہندی، گورمکھی اور لوگنڈا کتب و اخبارات ترتیب سے رکھے گئے تھے۔ ایک جانب دنیا کا بڑا نقشہ نصب کیا گیا تھا اور اس میں دنیا کے ممالک زبانی ...

ازروئے تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت امام جماعت احمدیہ ہی ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کے مصداق ہیں

لاہوری "اہل الرائے" حضرات کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

(۴)

(۶) چھٹا ثبوت یہ ہے کہ مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے محمود کی ملاقات کی خبر کے ساتھ آپ نے اس کی ولادت کے دن یہ بھی لکھا تھا کہ

"مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ"

(اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ رجنوری ۱۸۸۹ء)

اس عبارت میں آپ نے اس شعر کو مصلح موعود کے متعلق قرار دیا تھا اور محمود کی پیدائش کی اطلاع کے ساتھ اسے مشتہر کیا تھا۔ اسی طرح بعد میں ایک اور اعلان میں آپ نے اس شعر کو محمود پر چسپاں کر کے اسے اس شعر کا مصداق قرار دیا۔ اور اس طرح سابقہ اعلان کی تصدیق کر دی۔ پس یوں آپ نے اسے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء والی مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے محمود کو مصلح موعود قرار نہیں دیا اور اس لفظ کو اس پر چسپاں نہیں کیا وہ مذکورہ حوالہ کے علاوہ حضرت اقدس علیہ السلام کا اس بارہ میں اپنا حسب ذیل اعلان ملاحظہ فرمائیں کہ

"اس کے (یعنی محمود کے ناقل) پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کے دس شرائط مندرج ہیں۔ اس کے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے۔

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۲ سنہ ۱۸۹۹ء)

گویا آپ نے دوسری دفعہ بھی مصلح موعود والا الہام محمود پر چسپاں کر دیا اور بتا دیا کہ وہی مصلح موعود ہے اور ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کا مصداق ہے اور اس بارہ میں تکمیل تبلیغ والی سابقہ اطلاع کو درست قرار دیا۔ معاذ اللہ آپ سابقہ اطلاع کو غلط قرار دے دیتے۔ اور لکھ دیتے کہ محمود اس مذکورہ شعر کا مصداق نہیں۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ برعکس اس کے اسے قائم رکھا۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ انکشاف نہ ہوتا تو آپ کبھی بھی ایسا نہ کرتے۔ پہلے حوالہ میں محمود اور دوسرے میں پسر موعود کے الفاظ موجود ہیں۔ اس سے بڑھ کر آپ اور کیا لکھ سکتے تھے۔ یہ تو "اہل الرائے" حضرات کی دلی منشاء کے عین مطابق اعلان ہے

(۷) ساتواں ثبوت یہ ہے کہ آپ نے ایک اعلان یہ بھی فرمایا تھا کہ

"مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ چنانچہ قبل از ولادت بذریعہ اشتہار وہ پیشگوئی شائع ہوئی اور بعد اس کے وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بھی ہدایت کے مطابق محمود احمد رکھا گیا۔ اور یہ پہلا لڑکا ہے جو سب سے بڑا ہے"

(نزول المسیح صفحہ ۱۹۲ سنہ ۱۹۰۲ء)

اور وہ خاص لڑکا ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء والی مصلح موعود پیشگوئی والا ہی ہے۔ اس کے سوا اور کون ہو سکتا ہے وہ وہی ہے جس کے متعلق دوبارہ تفصیل آپ نے سبز اشتہار میں پیش فرمائی تھی۔

(۸) آٹھواں ثبوت یہ ہے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء اور تتمہ دہم جولائی (سبز اشتہار) والے آئندہ جلد پیدا ہونے والے لڑکے کی پیشگوئی کی طرف اشارہ کر کے سبز اشتہار میں آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ وہ اب پیدا ہوگا۔ سو اس کے پورا ہونے کا دوبارہ ذکر کر کے آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ

"چوبیسواں نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا (بشیر اول ناقل) فوت ہو گیا تھا اور مخالفوں نے جیسا کہ انکی عادت ہے اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی۔ تب خدا نے مجھے بشارت دے کر فرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا اور اس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا تب میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی۔"

"اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۷)

اس جگہ بھی آپ نے محمود کو سبز اشتہار کا مصداق قرار دے دیا۔ اور اسے بشیر اول کے بعد جلد ہی تو تعلق پیدا ہونے والا قرار دے کر گویا اسے مصلح موعود قرار دیا اور اس طرح پھر ایک بار اسے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کو پورا کرنے والا ٹھہرایا۔

(۹) نواں ثبوت یہ ہے کہ مصلح موعود کے متعلق اشتہار ۲۲ رمارچ ۱۸۸۶ء میں اس کی پیدائش کی میعاد نوسالہ مقرر کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا تھا کہ

"ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو سال کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو جائے گا"

اور سبز اشتہار میں معترض کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اس مقررہ میعاد کو دہراتے ہوئے جو تحریر فرمایا تھا اس کا مفہوم یہ ہے کہ

"نوسالہ الہامی میعاد بشیر اول کے لئے نہ تھی بلکہ وہ مصلح موعود کے لئے تھی اور وہ بشیر اول کی وفات کے بعد منسوخ نہیں ہوئی بلکہ وہ قائم ہے مصلح موعود اس کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ وہ میعاد ابھی ختم نہیں ہوئی کہ پیشگوئی غلط سمجھی جائے بلکہ وہ باقی ہے"

(سبز اشتہار حاشیہ صفحہ ۲)

اسی اشتہار میں ایک بار پھر اس میعاد کا ذکر دہراتے ہوئے یہ تحریر فرمایا کہ

"دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں"

(سبز اشتہار صفحہ ۷)

اس میعاد کے اندر اس کی پیدائش ہو چکنے کے بعد اس حوالہ کے ذکر کے ساتھ آپ نے حسب ذیل اطلاعی اعلان شائع فرمایا:

"میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ بشارت ہے کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶)

آپ نے سبز اشتہار میں اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کے حوالہ سے لکھا تھا کہ مصلح موعود دوسرا بشیر ہے۔ اور اس کے پورا ہو چکنے کے بعد بھی آپ نے اسے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء والی مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کا جس کے لئے نو سالہ میعاد مقرر تھی مصداق ٹھہرایا ہے۔ اس کے میعاد کے اندر پیدا ہونے کے متعلق حوالہ پہلے بھی گذر چکا ہے

(۱۰) دسواں ثبوت یہ ہے کہ سبز اشتہار میں لکھا تھا کہ مصلح موعود عمر پانے والا ہوگا بشیر اول کی طرح جلد فوت نہ ہوگا۔ یہی مضمون ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار کے اس فقرہ سے مستنبط ہوتا ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا محمود کی پیدائش کے بعد آپ نے اس کی زندگی و عمر پانے کا اعلان فرما کر بتا دیا کہ وہ مصلح موعود ہے۔ چنانچہ جب وہ نویں برس میں تھا تو آپ نے اس کے متعلق یہ اعلان فرمایا کہ

"وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اب وہ نویں سال میں ہے"

(سراج منیر صفحہ ۳۲)

میعاد کے اندر پیدا ہونا اور عمر پانا مصلح موعود کے لئے ضروری ٹھہرایا گیا تھا لہٰذا اس جگہ آپ نے بتا دیا کہ یہ دونوں باتیں محمود کے وجود سے متعلق ہیں۔ چنانچہ جب وہ سترھویں سال میں تھا تو آپ نے دوبارہ اسکے متعلق زندگی اور عمر پانے کا اعلان فرمایا اور لکھا کہ

"جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶)

پس صاف ظاہر ہے کہ آپ نے محمود کو علاوہ جب

(باقی)

* دیگر دو اشتہارات کے سبز اشتہار اور ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کا مصداق قرار دیا ہے — اس امر کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ محمود یعنی حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عمر خدا تعالیٰ کے فضل سے اب [illegible] سال میں ہے

منقولات

اچاریہ ونوبا بھاوے اور اسلام

دہلی سے شائع ہونے والے رسالہ آستانہ میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک نوٹ شائع ہوا ہے جسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے اس بارہ میں ہمارا تبصرہ دوسری جگہ ملاحظہ ہو (ایڈیٹر)

"گاندھی جی کی زندگی کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی۔ کہ انہوں نے ذاتی طور پر اسلام کا مطالعہ کیا تھا اور اسی لئے جب اس ملک میں مسلمانوں کے خلاف ایک طوفان عظیم برپا ہوا تھا۔ اور مسلمانوں کو صرف اس لئے نشانہ بنایا جا رہا تھا کہ وہ مسلمان ہیں تو وہ اپنے اس مطالعہ ہی کی بنیاد پر ان غلط فہمیوں کی تردید کرتے رہتے تھے۔ جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پھیلائی جا رہی تھیں۔

اچاریہ ونوبا بھاوے گاندھی جی کے روحانی جانشین ہیں۔ اور ان میں بہت بڑی حد تک وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں جو گاندھی جی میں موجود تھیں اسلئے اگر وہ ذاتی طور پر اسلام کا مطالعہ نہ کرتے تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ امر ان کے مقام کے منافی ہوتا لیکن ہمیں یہ معلوم کر کے بیحد مسرت حاصل ہوئی ہے کہ موصوف قرآن کریم کا مطالعہ فرما رہے ہیں۔ اور وہ اپنے سفر میں جو کتابیں اپنے ساتھ رکھتے ہیں ان میں قرآن کریم کے متعدد نسخے بھی شامل ہیں۔

ہمیں معلوم نہیں کہ اچاریہ جی کی عربی زبان پر بھی دسترس حاصل ہے یا نہیں لیکن عام طور پر انگریزی داں حضرات قرآن کریم کا مطالعہ ان کے انگریزی تراجم کی مدد سے کرتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ اس کتاب الٰہی کے جو تراجم عیسائی مستشرقین کے اس گروہ نے کئے ہیں جو اسلام کو تعصب کی عینک سے دیکھتا ہے وہ رطب و یابس سے پاک نہیں ہیں۔ اس لئے ہماری خواہش ہے کہ اس معاملہ میں جمعیت العلماء ہند کے رہنماؤں کو دلچسپی لینی چاہیئے اور انہیں اچاریہ جی کے مطالعہ کے لئے قرآن کریم کا کوئی ایسا انگریزی ترجمہ بھیجنا چاہیئے جو ان کے نزدیک مستند ہو۔

اسلام دنیا کا ایک عظیم ترین اور مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق بنی نوع انسان کا مکمل ترین اور آخری مذہب ہے، اور ہندوستان میں اس مذہب کے کم و بیش پانچ کروڑ ماننے والے بستے ہیں۔ لیکن یہ امر بے حد افسوسناک ہے کہ اسی ملک میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں اور ان کی ذمہ داری جہاں ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو اپنی سیاسی اغراض کے ماتحت انہیں پھیلاتے ہیں وہاں اس اعتبار سے مسلمانوں کو بھی اس ذمہ داری سے بری قرار نہیں دیا جا سکتا کہ انہوں نے ان کے انسداد پر کبھی مناسب توجہ مبذول نہیں کی۔

بہر حال اچاریہ ونوبا بھاوے کے متعلق قرآن کریم کے مطالعہ کے سلسلہ میں جو اطلاع موصول ہوئی ہے ہم اسے اس لحاظ سے بے حد اہم سمجھتے ہیں کہ اگر موصوف اس مطالعہ کے بعد اسلام کی حقیقی روح کو سمجھ سکے تو ان کے توسط سے اسلام اور مسلمانوں کے متعلق پھیلی ہوئی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو سکیں گی۔

(آستانہ دہلی بابت ماہ جون ۱۹۵۹ء صفحہ ۱)

قتلِ عام کا دن

عنوان بالا سے اخبار پرتاپ جالندھر دہلی نے ۲۴ جون کی اشاعت میں مفصلہ ذیل نوٹ لکھا جس میں مہاشہ کرشن نے بقر عید پر کی جانے والی قربانی پر اعتراض کیا ہے۔ اس اعتراض کا سہارا زیادہ تر اس افسانوی کہانی پر ہے جو ایک مسلم اخبار نویس کی طرف سے لاہور کے کسی اخبار میں شائع ہوئی۔ جہاں تک معین طور پر قربانی پر اعتراض کا تعلق ہے اخبار الجمعیتہ نے ایک پہلو سے اس کا جواب دیا ہے جسے اس حوالہ کے بعد بجنسہ نقل کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں دوسری جگہ ہمارا تبصرہ بھی ملاحظہ فرمایا جائے۔ (ایڈیٹر)

مہاشہ کرشن لکھتے ہیں کہ:-

"مسلمانوں کی عید قربان جانوروں کے قتل عام کا دن ہے۔ اس دن مذہب کے نام پر جانوروں کے قتل عام کی کھلی چھٹی ہوتی ہے۔ اس دن کی قربانی کیلئے جانوروں کو خوب پالا پوسا جاتا ہے۔ اور پھر قصاب کے چھرے کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اسے سنت ابراہیمی کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم کو خدا نے خواب میں بشارت دی کہ خدا کی راہ میں اپنے اکلوتے بیٹے اسمٰعیل کی قربانی دو چنانچہ اس نے اس بشارت کی تعمیل میں اپنے لخت جگر کے گلے پر چھری رکھ دی۔ ہر ایک مسلمان حضرت ابراہیم کے پایہ تک نہیں پہنچتا اس لئے بیٹے کی جگہ بھیڑ، بکری یا گائے کی قربانی دیتا ہے۔ اس رسم کی تکمیل میں کس قدر بے رحمی سے کام لینا پڑتا ہے اس کا اندازہ لگانے کیلئے ناظرین کے سامنے ایک مقالہ رکھتا ہوں جو لاہور کے ڈائری نویس مسٹر خلیق اور انکے پالتو بکرے کے درمیان ہوا۔ نماز عید ادا کر چکنے کے بعد جب وہ گھر آئے تو ان کا پالتو بکرا ان کی راہ دیکھ رہا تھا۔ اس نے میں میں کر کے میرا خیر مقدم کیا۔ مجھ سے بھی نہ رہا گیا۔ اور میں نے فرط مسرت سے اسے پیار کیا۔ اس کا سر اپنے سینے سے لگایا۔ اور اسے چوما بکرا بولا۔ اجی جلدی چھوڑیئے یہ بناوٹی پیار کی باتیں چھوڑ دو۔ میں جانتا ہوں تمہارا مقصد کیا ہے۔ میں نے یہ سنا تو چکرا سا گیا۔ اور میں نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا۔ بکرا پھر مجھ سے مخاطب ہوا۔ کہیئے آج اس قدر پیار کیوں آ رہا ہے آپ کو؟ شاید میری زندگی کی دو چار گھڑیاں آپ پر دوبھر ہو رہی ہیں۔ گھبرایئے نہیں، کیا بجا ہے آپکی گھڑی میں؟ وقت ہو چکا ہے پھیر دو چھری اللہ کا نام لے کر۔ میں نے کہا۔ میاں بکرے تم خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہو۔ جانتے ہو۔ یہ ایک سنت ہے، جسے ہم پورا کرتے ہیں۔ بالکل درست فرمایا آپ نے۔ یہ تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس سنت کے لئے چن لیا۔ اگر وہ آپکے بچوں کو چن لیتا پھر؟ پھر کیا ہوتا؟ میں ہولے سے بولا۔ پھر یقیناً تمہیں نانی یاد آ جاتی۔ اور جس جوش و خروش کا مظاہرہ تم آج کرتے ہو اس کا کبھی نام نہ لیتے۔"

اس سنت کی پیروی میں کس قدر بے رحمی ہے اسے بالکل رہ ایک پابند سنت مسلمان نے کس خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ دنیا بھر میں یہ سنت منائی گئی۔ اور لاکھوں جانور بے دریغ قتل کر دیئے گئے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے بے زبان جانوروں کی کہیں داد فریاد نہیں۔ یہ اس لئے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اور اسے یہ حق ہے کہ وہ دوسروں سے جو سلوک چاہے روا رکھے۔

(روزانہ پرتاپ جالندھر ۲۴ جون ۱۹۵۹ء)

قربانی پر اعتراض

عید قربان گذر گئی اور بہت سے لوگوں نے اپنی مقدرت کے مطابق بھیڑ، بکری وغیرہ کی قربانی دی۔ قربانی کا گوشت خود بھی کھایا۔ دوستوں اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ جو لوگ بقر عید کی تقریب کو "قتل عام کا دن" قرار دیتے ہیں۔ وہ انصاف سے کام نہیں لیتے۔ یہ لوگ انسانوں کی قتل پر چوں تک نہیں کرتے اگر کوئی فریاد کرے تو اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتے ہیں۔ اور جب تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی فرقہ کے لوگ قتل کر دیئے جاتے ہیں تو اس میں ان کا ہی قصور ہوتا ہے۔ لہذا فریاد کرنا بے سود ہے۔ انسانوں کا قتل اپنی جگہ ہے جو زیادہ برا نہیں، برائی یہ ہے کہ اس پر فریاد کر کے ہندوستان کو بدنام کیا جائے یہ ٹھیک ہے۔ انسانی قتل برا ہے۔ مگر جب یہ برائی عمل میں آ جائے تو اسے خاموشی سے برداشت کر لینا چاہیئے۔ اگر اس پر فریاد کی گئی تو ملک بدنام ہو گا۔ حکومت کی انتظامی مشینری پر حرف آئے گا اور اکثریت کو بھی خفت اٹھانی پڑے گی۔ البتہ بقرہ عید کے موقع پر بکروں کی قربانی بہت بڑی بے رحمی ہے اس کے جواب میں مذہب کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں۔ صرف بتا دینا کافی ہے کہ مویشیوں کو ذبح کرنے والی قوم حتی الامکان انسان کو ذبح کرنے سے بچتی ہے۔ اور جو قومیں جانور کو ذبح نہیں کرتیں ان میں احترام آدمیت کا جذبہ عموماً کم ہوتا ہے۔ اگر مسلمان بھیڑ بکریوں کو ذبح کر کے انسانی قتل کی راہ مسدود کرتے ہیں تو احترام آدمیت کی خاطر دوسروں کو بھی ان کی تقلید کرنی چاہیئے۔

قربانی کے حدود و قیود

شاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا غلام مرشد نے عید کے موقعہ پر اپنی تقریر میں کہا۔ قرآن نے جس قربانی کو سنت ابراہیمی کہا ہے اور پیغمبر خدا نے جس قربانی کو دستور حیات کا ایک اہم جزو قرار دیا ہے۔ آج اس قربانی کی اندھی تقلید ضرور ہے۔ اور وہ علامت کے طور پر ضرور باقی ہے۔ لیکن اللہ نے قربانی کیلئے جو اصل حدود و قیود مقرر فرمائی تھیں ان پر کوئی عمل نہیں کرتا عید در اصل ہمارے محاسبہ کا دن بن کر آتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں افراد میں محاسبہ کی صلاحیت ختم ہو گئی ہے۔ اور اس کی جگہ اندھی تقلید اور وہم پرستی نے لے لی ہے لیکن اس صورت حال کا محاسبہ کم از کم حکمران طبقہ کو ضرور کرنا چاہیئے۔ اس تقریر کا پاکستان کے اخبارات نے سخت نوٹس لیا ہے اور مولانا غلام مرشد پر الزام لگایا ہے کہ وہ حکومت سے مل کر قربانی کے موجودہ طریقہ کو مسدود کرنا چاہتے ہیں۔ ہم مولانا غلام مرشد کے خیالات سے متفق نہیں ہیں۔ لیکن ہم قربانی کے معاملہ میں افراط کے پہلو کو بھی پسند نہیں کرتے۔ ہم نے صرف ایک گھر کے دروازہ پر آٹھ بکرے بندھے دیکھے کوئی بکرا سو روپیہ سے کم نہیں ہو گا۔ اگر قربانی کرنے والوں سے کہا جائے کہ چار بکروں کی قربانی کرو اور چار بکروں کے چار پانچ سو روپے نادار مسلمان بچوں کی تعلیم پر خرچ کرو تو اس مشورہ کو کبھی نہیں مانیں گے۔ تفریط و افراط ہر چیز میں بری ہے۔ تفریط بھی اچھی نہیں شاہی مسجد کے خطیب نے اگر اصلاحی نقطہ نظر سے کوئی بات لے اعتیاطی سے کہدی ہے تو اس کی اسپرٹ سے کام لینا چاہیئے اور الفاظ کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ (الجمعیتہ دہلی ۲۸ جون ۱۹۵۹ء)

احباب جماعت اور ان کی مالی ذمہ داریاں

جیسا کہ احباب کو بخوبی علم ہے کہ مالی سال کے دو ماہ گذر چکے ہیں لیکن ہندوستان کی متعدد جماعتوں اور افراد کے ذمہ سابقہ بقایا کی کثیر رقوم تا حال قابل ادا ہیں۔ جن کے متعلق سیکرٹریان مال اور متعلقہ افراد کو مرکز کی طرف سے ادائیگی کے لئے توجہ دلائی جا چکی ہے بسیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لازمی چندہ جات کی باقاعدگی سے ادائیگی پر اس قدر زور دیا ہے کہ حضور چھ ماہ سے زائد عرصہ کے بقایادار کو جماعت سے خارج قرار دے چکے ہیں۔

در اصل چندہ جات کی ادائیگی انسان کے اپنے ہی فائدہ کے لئے ہے اس سے نہ صرف روحانی شفا حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ بظاہری و جسمانی مشکلات و مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

اگر جماعتوں کے عہدیداران اور متعلقہ افراد اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کریں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہدہ بیعت کو مستحضر رکھیں تو سلسلہ کی طرف سے عائد کردہ لازمی چندہ جات کی موجودہ پوزیشن نہیں رہ سکتی۔

پس دوستوں کو چاہیئے کہ نئے مالی سال کے ابتداء سے ہی اس بات کا عزم کریں کہ انہوں نے نہ صرف بقایا سابقہ کو جلد از جلد ادا کرنا ہے بلکہ آئندہ کے لئے چندہ جات میں پوری باقاعدگی اختیار کر کے فرض شناسی کا ثبوت دینا ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواست دعا ۔ خواجہ محمد صدیق صاحب فانی ناظر ڈی سی آفس پونچھ اپنی مشکلات کے ازالہ اور دینی خدمات کی توفیق پانے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان۔

رانچی کے ایک مولانا کو احمدی مبلغ کا مکتوب

جناب مولانا محمد مشتاق احمد صاحب دیوبند
ومدرس مدرسہ عراقیہ رانچی۔

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

بتاریخ ۷ / مئی بعد نماز مغرب مین روڈ رانچی کے ایک ہوٹل میں آپ اور جناب مولوی تقی احمد صاحب سابق امام الصلوٰۃ مسجد ہندپیڑھی اور خاکسار . . . ہم تینوں نے مل کر سوڈا واٹر کی بوتلیں نوش کی تھیں۔ اس موقعہ پر دوران گفتگو میں آپ نے فرمایا تھا کہ میرے نز دیک مولانا نظام الدین صاحب نے مباہلہ کے متعلق جو تحریر لکھ کر دی ہے۔ اس میں انہوں نے الفاظ کے استعمال کرنے میں کچھ غلطی کی ہے . . . . ہمیں آپ سے پہلا سوال یہ ہے کہ آپ لکھیں کہ انہوں نے کیا غلطی کی ہے۔ اور اصل میں انہیں کیا الفاظ استعمال کرنے چاہئیں تھے۔ تاکہ اس پر غور کیا جا سکے۔

آپ خاکسار کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کرتے تھے اور اسی موقعہ پر آپ نے وعدہ بھی کیا تھا کہ اب مجھے فرصت ہے اس لئے ہفتہ میں کم از کم دو مرتبہ ضرور آپ کے پاس ضرور آیا کروں گا تاکہ تبادلہ خیالات اور لٹریچر پر غور کرنے سے حقیقت معلوم کی جا سکے۔ لیکن جیسا کہ معلوم ہوا ہے آپ نے مولوی نظام الدین صاحب اور ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ عراقیہ وغیرہما کے مجبور کرنے یا دباؤ کے نتیجہ میں اپنا نظریہ بدل لیا ہے۔

آپ نے اس تلوّن کا اظہار مندرجہ بالا واقعہ کے دو تین روز بعد جو ۲ مدد متصل کربلا چوک میں برسر عام کر دیا۔ جبکہ آپ نے بڑے غم وغصہ اور گھبراہٹ کی سی کیفیت میں خاکسار سے کہا تھا کہ آپ سے ہم مصافحہ نہیں کریں گے اور نہ ہی تعلقات رکھیں گے۔ کیونکہ آپ نے مولانا نظام الدین صاحب کو جو چٹھی لکھی تھی اس میں السلام من اتبع الہدیٰ لکھا تھا۔ حالانکہ آپ کا یہ عذر عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق تھا۔ کیونکہ اول۔ آپ نے اس جملہ میں کلمہ اتبع بکسرہ عین پڑھا ہے جو قواعد عربیہ کے اعتبار سے بالکل غلط ہے۔

دوم۔ اس جملہ میں ہدایت کی پیروی کرنے والے کو سلامتی کی دعا دی گئی ہے گالی نہیں دی گئی۔ اس لئے ہر وہ شخص جسے اپنے راہ ہدایت پر گامزن ہونے کا یقین ہوگا وہ کبھی بھی ایسے دعائیہ جملہ پر ناراض نہ ہوگا بلکہ آمین کہے گا۔ پس آپ بتائیں کہ آپ نے اس جملہ کی بنا پر کیوں اخلاق سوز حرکت کا ارتکاب کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے تلوّن کی صحیح وجہ وہی ہے جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔

اسی موقعہ پر آپ نے لہجۂ تفاخر میں کہا تھا کہ مولانا نظام الدین صاحب کو آپ نے جو چیلنج دیا ہے اس کا جواب میں خود دوں گا۔ لیکن آپ نے ابھی تک چیلنج کا جواب نہیں دیا حالانکہ آپ کے پاس پہلے سے اس چیلنج کی نقل موجود تھی۔

ہم جانتے ہیں کہ آپ ہمارے چیلنج کے سامنے ایسے ہی عاجز اور بے بس نظر آئیں گے جیسا کہ آپ کے متبوع مولوی نظام الدین صاحب ساکت وجامد اور مہر بلب نظر آ رہے ہیں۔ لیکن ہم اتمام حجت کے طور پر آپ کو بھی بذریعہ تحریر ہذا کھلا چیلنج کرتے ہیں کہ آپ کبھی بھی یہ ثابت نہ کر سکیں گے کہ

" مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے ساتھ مباہلہ کیا!"

پس آپ کو پندرہ یوم کی مہلت دی جاتی ہے کہ اس عرصہ میں آپ ہمارے چیلنج کا جواب دیں۔ اگر آپ مدت معینہ میں اس چیلنج کا جواب نہ دے سکے تو آپ کو چاہیئے کہ اپنی غلطی کا اعتراف کر لیں۔ اور ہمیشہ کے لئے عوام وخواص کے سامنے مولوی ثناء اللہ صاحب کے مباہلہ کا نام لینے سے تائب ہو جائیں۔ اور اگر آپ نے مدت مقررہ میں چیلنج کا جواب بھی نہ دیا اور نہ ہی تائب ہوسکے۔ تو ہر سنجیدہ آدمی پر واضح ہو جائے گا کہ علماء سوء کے متعلق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی بیان فرمائی ہے وہ آج اس چودہویں صدی میں حرف بحرف آپ جیسے علماء کے ذریعہ سے پوری ہو رہی ہے

والسلام خاکسار
قریشی عبد الحق منفعل مبلغ سلسلہ
عالیہ احمدیہ مقیم رانچی ۲۸ ۵/ ۵۹

نقول برائے اطلاع:۔

۱۔ جناب مولانا حافظ محمد یوسف صاحب صوفی جمالی صدر جمعیۃ العلماء وخطیب رانچی
۲۔ جناب مولانا حافظ ضمیر الدین صاحب خطیب وممبر میونسپل کمشنر رانچی
۳۔ جناب مولانا نعمت اللہ صاحب بجاگلپوری فاضل دیوبند وخطیب جامع مسجد رانچی۔
۴۔ جناب مولانا غلام مصطفیٰ صاحب فاضل وخطیب مسجد سپری محلہ رانچی
۵۔ جناب مولانا عبد الغنی صاحب فاضل وہیڈ ماسٹر مدرسہ عراقیہ رانچی
۶۔ جناب مولانا بشارت احمد صاحب مدرس مدرسہ عراقیہ رانچی
۷۔ جناب مولوی سید محمد عمر صاحب صدر مسلم عوامی پنچائت رانچی
۸۔ جناب مولوی محمد لطیف صاحب کلرک پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ رانچی۔

ہو رہے اور مجھے خدمت دین کی توفیق بھی ملے۔ آمین ثم آمین
خاکسار صادق حسین احمدی جماعت احمدیہ لبنہ ضلع رائے پور دری۔ پی)

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

مندرجہ ذیل عہدیداران ۳۰/ اپریل سنہ ۱۹۶۲ء تک منظور کئے گئے ہیں (ناظر اعلیٰ قادیان)

بنگلور

پی ایم عبد الرحیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بنگلور علاقہ میسور سٹیٹ۔
ڈاکٹر محمد حسین صاحب سیکرٹری دعوت وتبلیغ
محمد صبغۃ اللہ صاحب سیکرٹری تعلیم وتربیت
محمد فضل اللہ صاحب بی کام سیکرٹری امور عامہ وخارجہ
ڈاکٹر محمد امام صاحب مولوی فاضل سیکرٹری مال

منار گھاٹ

JANAB A. SHAHUL HAMEED SAHIB PRESIDENT JAMAT AHMADIYYA MANAR GHAT (MALABAR)
JANAB M.K YOOSUF SIDHEEK SAHIB SECY MALL

لبنہ

ڈاکٹر مولوی سید جلال الدین شاہ صاحب پریذیڈنٹ وسیکرٹری تعلیم وتربیت جماعت احمدیہ لبنہ ضلع رائے پور (ایم۔ پی)
مولوی سید ظہور الحسن صاحب وانی سیکرٹری دعوت وتبلیغ وسیکرٹری مال

میلاپالیم

این۔ ایس۔ سید مسعود صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ میلاپالیم ضلع تیرونلویلی صوبہ مدراس
سکندر حسین صاحب جنرل سیکرٹری
کے۔ ایم۔ احمد علی صاحب آڈیٹر

پہیر ویہ

پی۔ پی۔ محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پہیر ویہ کیرالہ سٹیٹ
پی۔ ایم۔ پیران صاحب جنرل سیکرٹری

چنداپور

مولوی محمد نعمت اللہ صاحب پریذیڈنٹ وسیکرٹری تعلیم وتربیت جماعت احمدیہ چنداپور ضلع نظام آباد (آندھرا)
مولوی غلام علی صاحب سیکرٹری دعوت وتبلیغ
مولوی محمد قدرت اللہ صاحب سیکرٹری امور عامہ وخارجہ
محمد رحمت اللہ صاحب سیکرٹری مال

موسی بنی مائینز

شیخ عبد الحمید صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ موسی بنی مائینز ضلع سنگھ بھوم (بہار)
شیخ ابراہیم صاحب وائس پریذیڈنٹ وسیکرٹری وصایا

حمید رضا خان صاحب سیکرٹری دعوت وتبلیغ
شیخ حیات احمد صاحب سیکرٹری تعلیم وتربیت
داؤد خان صاحب سیکرٹری امور عامہ وخارجہ
شیخ عبد الشکور صاحب سیکرٹری ضیافت
مرزا علی خان صاحب سیکرٹری تحریک جدید
شیخ مبارک صاحب سیکرٹری وقف جدید
غلام رسول صاحب امین

بمبئی

پی۔ عبد الرزاق صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بمبئی ۲
بشیر محمد خان صاحب حیدر آبادی سیکرٹری دعوت وتبلیغ
عبد الغفور صاحب سیکرٹری امور عامہ وخارجہ
ٹی۔ کے۔ حسین صاحب سیکرٹری صاحب مال

چارکوٹ

میاں شیر محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چارکوٹ ضلع پونچھ (جموں)
میاں عبد الحق صاحب وائس پریذیڈنٹ وسیکرٹری مال
عبد الحلیم صاحب سیکرٹری وصایا وضیافت
عبد الرزاق صاحب سیکرٹری دعوت وتبلیغ
میاں احمد الدین صاحب سیکرٹری تعلیم وتربیت
محمد شفیع صاحب سیکرٹری امور عامہ وخارجہ
ستار محمد صاحب امین

(ناظر اعلیٰ قادیان)

مساجد فنڈ

ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب ابن خان بہادر سید محی الدین احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایم۔ بی بی۔ ایس پٹنہ کے امتحان میں کامیابی عطا فرمائی ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس موقعہ پر حضرت اقدس کی تحریک کے مطابق / ۲۰ روپے مساجد فنڈ میں دیئے ہیں۔ حضرت اقدس، درویشان قادیان و مخلصین جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو موصوف کے لئے روحانی اور جسمانی اعتبار سے بابرکت اور آئندہ ترقیات کے لئے پیش خیمہ بنائے۔ اور سلسلہ کے لئے آپ کو ایک مفید وجود بنائے۔

خاکسار
قریشی عبد الحق منفعل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ رانچی (بہار)

درخواست دعا۔ خاکسار کچھ عرصہ سے اپنا ایک مختصر سا کاروبار شروع کئے ہوئے ہے احباب کرام اور درویشان قادیان سے ملتجی ہوں کہ دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ۲

خبریں

پٹھانکوٹ ۲۸ر جون - پنجاب کے وزیر خوراک شری موہن لال نے آج یہاں ایک انٹرویو کے دوران ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ پنجاب میں کھانڈ کی مہنگائی کی روک تھام کے لئے مرکزی سرکار نے پنجاب سرکار کی سفارش پر فیصلہ کیا ہے کہ تاجروں کو کھانڈ نہیں دی جائے گی۔ بلکہ کھانڈ کی تقسیم کا کام حکومت اپنے ہاتھوں میں لے لیگی اور یہ شہروں میں ڈپوؤں کے ذریعہ اور دیہات میں کوآپریٹو سوسائیٹیوں کے ذریعہ تقسیم کر دی جائے گی۔ یہ تقسیم ایک ہفتہ تک شروع ہو جائے گی۔ جہاں تک حلوائیوں، ہوٹل والوں، حکیموں، عطاروں اور شربت والوں کا تعلق ہے اُن کے لئے کھانڈ کا سپیشل کوٹہ مقرر کیا جائے گا۔ کھانڈ کا نرخ صوبہ بھر میں یکساں ہوگا۔ کھانڈ شناختی کارڈوں پر تقسیم کیا جایا کرے گی۔

گوہاٹی ۲۸ر جون - آسام کے ضلع شمالی کامروپ میں پانچ سو مربع میل کا علاقہ جس کی آبادی پانچ لاکھ کے قریب ہے۔ سیلاب سے زیر آب ہو گیا ہے اور وہاں ایسی تباہی ہونے کا خطرہ ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے نمائندہ نے سیلاب زدہ علاقہ پر ہوائی جہاز کا چکر لگانے کے بعد بتایا کہ ان کا ہوائی جہاز بہت کم اونچائی پر اڑان کر رہا تھا۔ اور انہوں نے ہزاروں آدمی عورتیں اور بچے مویشیوں کے ساتھ زمگاپہ سے لے کر بعرگ تک پانی میں اونچی جگہ پر کھڑے دیکھے گئے۔ گذشتہ رات کی بارش سے لوگوں کی تباہی اور مشکلات میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔

نئی دہلی ۲۸ر جون - پتہ چلا ہے کہ کانگرس پارلیمنٹری بورڈ نے کل اپنی غیر رسمی میٹنگ میں ایک بیان کے مسودہ پر غور کیا جس میں کیرل کی سیاسی صورت حال کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس بیان میں تجویز کیا گیا ہے کہ کیرل کے موجودہ جھگڑے کا واحد حل از سر نو انتخابات ہیں۔

کانگرس ہائی کمان میں عام تاثر یہ ہے کہ کیرل کی کمیونسٹ وزارت کے خلاف تحریک عوامی تحریک بن چکی ہے۔ ہائی کمان کا نظریہ ہے کہ سکولوں، بسوں اور سرکاری دفاتر پر پکٹنگ نہیں ہونی چاہیئے امید ہے کہ ہائی کمان کیرل کے کانگرسی لیڈروں کو مشورہ دے گا کہ وہ پکٹنگ ترک کر دیں۔

لاہور ۲۸ر جون - اطلاع مظہر ہے کہ پاکستان کی راجدھانی کراچی سے راولپنڈی کے قریب منتقل کرنے کے فیصلہ کے نتیجہ کے طور پر پاکستان کی ہوائی فوج کا ہیڈ کوارٹر کراچی سے پشاور منتقل کر دیا جائے گا۔ ایر فورس کے سٹاف اور ٹیکنیکل کی رہائش کے لئے پشاور کے قریب ایر فورس کالونی تعمیر کی جائے گی۔

تریوینڈرم ۲۸ر جون - بھارتی کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل ایگزیکٹیو کمیٹی نے وزیر اعظم پنڈت نہرو کی یہ تجویز رد کر دی ہے کہ کیرل کی موجودہ صورت حال کے لئے انتخاب کرائے جائیں۔ کمیونسٹ پارٹی نے اس سلسلہ میں اعلان کیا ہے کہ کیرل وزارت کے استعفٰے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس نے اپنے ریزولیوشن میں لکھا ہے کہ کیرل کی اپوزیشن پارٹیاں غیر قانونی ذرائع سے جو مطالبہ منظور کرانا چاہتی ہیں۔ پنڈت نہرو کی تجویز جمہوریت کی آڑ میں اس کی حمایت کرنے کے مترادف ہے۔ کیرل میں پنچایت بورڈوں اور میونسپل کمیٹیوں کے بہت سے ضمنی انتخابات کے نتائج سے ظاہر ہے کہ پچھلے دو برس سے کیرل میں کمیونسٹ پارٹی میں اس سلسلہ میں ۱۸۰۰ الفاظ پر مشتمل ریزولیوشن شائع کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ پنڈت نہرو نے پکٹنگ کی مخالفت کی بجائے نئے انتخابات کرانے کی حمایت کی۔ عملی طور پر اس کا مطلب یہ ہے کہ کمیونسٹ وزارت کو آئین میں درج کی گئی میعاد تک کام کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ عذر پیش کیا گیا ہے کہ اس وزارت کی مخالفت کا جذبہ پایا جاتا ہے

بھارت کے کچھ صوبوں میں بھی رائے عامہ کانگرس گورنمنٹ کے خلاف ہے۔ لیکن کانگرس کے لیڈران کے بارہ میں وہ مثالی نہیں دیتے جو کیرل میں دی جا رہی ہے۔ کانگرسی لیڈروں نے نئے انتخابات کی تجویز صرف کیرل کے لئے پیش کی ہے۔ چنانچہ کمیونسٹ پارٹی ملک میں جمہوری اداروں کے تمام طبقوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ کیرل کی اپوزیشن پارٹیوں کے ان ہتھکنڈوں کے خلاف آواز اٹھائیں جنہیں کانگرس کی مرکزی لیڈر شپ سے شہ ملتی ہے۔

لاہور ۲۹ر جون - شمال مغربی سرحدی صوبہ کی ریاست دیر سے خوفناک لڑائی کی اطلاع ملی ہے جس میں ایک ہزار سے زائد اشخاص ہلاک یا زخمی ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سینکڑوں کو ریاست بھر میں مسلح لوگوں اور ریاستی فوجوں میں متعدد جگہوں پر خونریز تصادم ہوئے جن میں بھاری جانی نقصان ہوا۔ اندازہ ایک ہزار اشخاص کے ہلاک یا زخمی ہونے کا ہے۔ لاہور کے انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز نے پشاور کے مقامی اخبارات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ریاست سے بہت سے لوگ فرار ہو کر سابق صوبہ سرحد کے علاقوں میں پہنچ رہے ہیں ان میں سے متعدد زخمی ہیں۔ ریاست دیر کا الحاق پاکستان سے ہو چکا ہے اور باقاعدہ پاکستان میں شامل ہے۔ لیکن اس کی الگ ہستی ابھی برقرار ہے۔ اور اس کا نواب سر محمد شاہ جہان خان کی ہے۔

سونی پت ۲۹ر جون - وزیر اعظم پنڈت نہرو نے موضع رائے میں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ لوگوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے اور ہمہ گیر ترقی کے لئے پنچایتوں کو مضبوط بنانا اور کو آپریٹو سوسائیٹیاں قائم کرنا ضروری ہے۔ یہ کہنا بیہودہ ہے کہ گاؤں کے لوگوں کو کوآپریٹو سوسائیٹیوں اور پنچایتوں کا تجربہ نہیں ہے۔ اس لئے وہ ان کے کام میں غلطیاں کیا کریں گے غلطیوں کا ارتکاب علاوہ از بحث ٹھیں ہے تمام تربیت حاصل کرنے کا یہی ایک طریق ہے۔ ملک کی آبادی میں بیشتر حصہ دیہاتیوں کا ہے۔ اس ٭

یوگنڈا میں مسجد کا افتتاح (بقیہ صفحہ)

میں احمدیہ جماعتیں اور تبلیغ اسلام کے مراکز دکھائے گئے تھے اسکے قریب ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے موعود خلفاء کے بڑے بڑے فوٹو رکھے ہوئے تھے اور مشرقی افریقہ اور ممالک یورپ میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ تعمیر کردہ مساجد کی تصاویر نصب کی گئی تھیں۔

خاکسار نے بہت سے افریقن، ایشین اور یورپین مہمانوں کے سامنے جب جماعت احمدیہ کی ان خدمات کی تفصیل بیان کی اور تبلیغی مراکز اور لٹریچر اور مساجد وغیرہ سے انہیں متعارف کرایا تو انہوں نے اس کی بہت تعریف کی اور اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔ بعض دوستوں نے اس نمائش کے فوٹو بھی لئے اور کتب خریدیں۔

غرضیکہ یہ تقریب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر طرح سے کامیاب اور پُر رونق رہی۔ مسجد کو جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ اور اس پر رنگا رنگ کے بلب لگائے گئے تھے جو رات کو دیر تک گذرنے والوں کو دعوت نظارہ دے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مسجد کو اشاعت اسلام کا اس ملک میں مرکز بنائے۔ جن جن دوستوں نے اسکی تعمیر میں حصہ لیا ہے انہیں اپنی بے شمار برکات سے متمتع فرمائے اور انکے اموال میں برکت دے تاکہ جماعت احمدیہ کو اس ملک میں کثرت سے مساجد کی تعمیر کی توفیق حاصل ہو اور شہر اور دیہات ذکر الٰہی سے معمور ہو جائیں۔ آمین۔

جماعت احمدیہ جنجہ کے بچوں اور نوجوانوں نے بالخصوص اور بڑوں نے بالعموم مسجد کے افتتاح کی تقریب کے لئے جو کمیٹی انتظامات کے لئے مقرر کی گئی تھی اس کمیٹی نے انتظامات کو بہتر بنانے کے لئے خاص جدوجہد کی۔ اسی شب مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ایم۔ اے۔ بی ٹی نے پُرتکلف دعوت طعام کا انتظام کیا۔ اگلے دن علی الصبح سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مبارکباد اور افتتاح کی تار دی گئی۔ یوگنڈا کی مساجد کی تکمیل کی طرف حضور کی خاص توجہ ہے۔ مسجد مبارک کمپالا ابھی زیر تعمیر ہے احباب کرام اسکی تکمیل کے لئے دعا فرمادیں۔

جوں جوں پابندیاں زیادہ سے زیادہ ذمہ داریاں سنبھالنی چاہئیں۔